مجلہ احیائے خلافت

شمارہ نمبر
14

رجب المرجب ۱۴۳۸ھ ، اپریل 2017ء

آپریشن غازی کی کامیاب عملیات کی چند جھلکیاں

کشمیر اور پاک فوج کا مستقبل

خدا سب کا ایک ہے کوئی بھگوان کہتا ہے کوئی اللہ (نعوذباللہ)

پاکستانی فوج اور New World Order

تحریکِ طالبان پاکستان جماعت الاحرار کا علمی، عسکری اور سیاسی ترجمان

احیائے خلافت

رجب المرجب ۱۴۳۸ھ ، اپریل 2017ء
شمارہ نمبر 14

سر پرستِ اعلیٰ
عمر خالد خراسانی صاحب حفظہ اللہ

نگران اعلیٰ
مولانا قاضی عمر مراد صاحب حفظہ اللہ

مدیر اعلیٰ
مفتی ابو ہریرہ صاحب حفظہ اللہ

ہمارا برقی پتہ ہے:
IHYAEKHILAFAT@GMAIL.COM
رسالے کو انٹرنیٹ پر پڑھئے:
WWW.IHYAEKHILAFAT.COM
IHYAEKHILAFAT.BLOGSPOT.COM

زیرِ انتظام
Ihyaekhilafat
احیائے خلافت

فرمانِ رسول اللہ ﷺ

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، نہیں زخمی ہوگا کوئی شخص اللہ کی راہ میں اور اللہ خوب جانتا ہے اس کو جو زخمی ہوتا ہے اس کے راستے میں، وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون جاری ہوگا جس کا رنگ خون جیسا ہوگا اور خوشبو مشک جیسی ہوگی۔

(موطا امام مالکؒ)

نمبر شمارہ	مضمون	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	القرآن والسنۃ		۲
۲	اداریہ		۴
۳	کشمیر اور پاک فوج کا مستقبل	محترم عمر خالد خراسانی	۷
۴	آپریشن غازی		۹
۵	حالات حاضرہ	ابوحسان	۱۱
۶	پاکستانی فوج اور۔۔۔	مریم صادق	۱۲
۷	تحریک آزادی سے۔۔	مولانا قاسم خراسانی	۱۳
۸	معرکہ ایمان و مادیت	ابوالحسن علی ندویؒ	۱۵
۹	چیدہ چیدہ		۱۷
۱۰	آئین پاکستان ۷۳۔۔	مفتی ابو ہریرہ	۱۹
۱۱	پاکستان میں اس۔۔	مفتی عمر خالد	۲۲
۱۲	احساس کمتری و برتری	مولانا ابوثمامہ	۲۵
۱۳	عالم اسلام نظریاتی۔۔	قاضی عمر مراد	۲۶
۱۴	پاکستانی حکمرانوں۔۔	سربکف	۲۹
۱۵	خدا سب کا ایک ہے۔۔	ابواسامہ	۳۱
۱۶	مجھ پر کیا گزری	درنایاب	۳۳

اعلامی کمیشن تحریک طالبان پاکستان جماعت الاحرار

القرآن والسنہ

قال الله تبارك و تعالیٰ إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَباً وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ() قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَى إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْداً إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلإِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ(سورہ یوسف)

ترجمہ: جب یوسف نے اپنے والد سے کہا کہ ابا میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے دیکھتا (کیا) ہوں کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ ۴۔ انہوں نے کہا کہ بیٹا! اپنے خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا نہیں تو وہ تمہارے حق میں کوئی فریب کی چال چلیں گے۔ کچھ شک نہیں کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

فَابْعَثُوا أَحَدَكُم بِوَرِقِكُمْ هَذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنظُرْ أَيُّهَا أَزْكَى طَعَاماً فَلْيَأْتِكُم بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدا --إِنَّهُمْ إِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَن تُفْلِحُوا إِذاً أَبَدا(سورہ الکھف)

ترجمہ: تو اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر بھیجو وہ دیکھے کہ پاکیزہ کھانا کونسا ہے تو اُس میں سے کھانا لے آئے اور آہستہ آئے جائے اور تمہارا حال کسی کو نہ بتائے --اگر وہ تم پر دسترس پالیں گے تو تمہیں سنگسار کر دیں گے یا پھر اپنے مذہب میں داخل کر لیں گے اور اس وقت تم کبھی فلاح نہیں پاؤ گے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے اگر ایک طرف کمزور اور ضعیف پیدا کیا ہے تو دوسری طرف اس کمزوری کے باوجود ایک کامیاب زندگی بسر کرنے کیلئے وہ تمام وسائل جس کو بروئے کار لا کر ایک کمزور انسان بھی کئی بڑے نقصانات سے بچا جا سکتا ہے کے استعمال کا اختیار بھی دیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمان اپنے رازوں کو پوشیدہ رکھے رازوں کو پوشیدہ رکھنے کا عادی ہونا بھی ایک لازمی امر ہے۔

رازوں کو پوشیدہ رکھنے کی وجہ سے مشکلات کو دفع کیا جا سکتا ہے اس کی ااہمیت حدیث نبوی ﷺ سے بخوبی ظاہر ہے چنانچہ حدیث نبوی ﷺ میں ارشاد ہے۔

استعینوا علیٰ قضاء الحوائج بکتمانها فان کل ذی نعمة محسود وأخرجه البیهقی فی شعب الایمان بلفظ استعینوا علیٰ انجاح الحوائج بالکتمان لها(تفسیر ابن کثیر)

ترجمہ: ہر صاحب نعمت والے سے حسد کیا جاتا ہے اس لئے رازوں کو پوشیدہ رکھنے کے ذریعے اپنے آپ کی مدد کرو۔

راز کو صیغہ راز میں رکھ کر انسانیت میں شائستہ گی کی علامت، ندامت اور پچھتاوا سے نجات، اطمینان قلب اور مستقبل میں کامیابی کی ضمانت ہے اگر کوئی اپنے رازوں کو پوشیدہ رکھے تو وہ ہمیشہ کیلئے کسی کا محتاج اور دوسروں کا کھلونا بننے سے محفوظ رہے گا اس لئے کہ زبان کا بے دریغ استعمال نقصان تک پہنچنے کیلئے راستہ ہموار کر دیتا ہے اور وہ نقصانات جان لیوا مہلک، خطرہ ایمان تک نوبت پہنچنے کا بھی ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کی فلاح و بہبود کیلئے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے رہنمائی فرمائی ہے جیسا کہ ایک مرتبہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک انوکھا خواب دیکھا جس کا تذکرہ درج بالا ایت کریمہ میں ذکر ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا خواب والد بزرگوار حضرت یعقوب علیہ السلام کے حضور میں بیان فرمایا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے موقع و محل کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے بلا تاخیر اپنے محترم بیٹے سے فرمایا کہ دیکھو بیٹا یہ خواب اپنے سوتیلے بھائیوں سے پوشیدہ رکھنا اور ہرگز ان کے سامنے یہ خواب بیان نہ کرنا کیونکہ شیطان تیرے بھائیوں کو ورغلا کر تیرے حق میں کوئی فریب کی چال چلیں گے کیونکہ کچھ شک نہیں کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے خلاف کوئی فریب کی چال ایک یقینی بات تھی کیونکہ انسانی فطرت ایسا ہی ہے کہ دوسروں کے پاس ایک نعمت دیکھ کر لوگ حسد کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اس حسد کا نتیجہ ظاہر ہے جو اکثر اوقات سنگین نتائج پر منتج ہوتا ہے اسی تناظر میں جب حضرت یوسف علیہ السلام کے اندر درجات اور بزرگی

کی علامات سوتیلی بھائیوں نے دیکھ لیے تو اس کی جان لینے کے درپے ہوئے جس کا واقعہ قرآن کریم میں تفصیل کیساتھ ذکر ہے۔

اسی طرح جب اصحاب کہف نے برسر اقتدار ظالم بادشاہ سے اپنے ایمان کو خطرہ محسوس کیا اور جا کر ایک غار میں چھپے تو سینکڑوں سال وہاں اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس غار میں سوتے رہے جب بیدار ہوئے تو آپس میں گفتگو کرتے ہوئے ان میں سے ایک نے ہدایت کی چونکہ بھوک کی حاجت کو پورا کرنے کیلئے ہم میں سے ایک جا کر بازار سے اشیائے خوراک لائے اور جانے والا ساتھی جا کر ان باتوں کا خیال رکھے حلال اور پاکیزہ کھانا خرید کر لائے، بازار جانے میں نرمی کا برتاو کیا جائے تا کہ دشمنوں کی توجہ کا مرکز نہ بنے کیونکہ اس میں نجات کا راز پوشیدہ ہے۔

چونکہ اصحاب کہف نے اپنے ایمان کو بچانے کی خاطر شہر سے نکل کر غار میں پناہ لے رکھی تھی اور اس میں دوسرا کوئی مقصود نہیں تھا اس لئے انہوں نے آپس میں جو مشورہ کیا وہ بھی صرف اسی مقصود کے لئے تھا کہ ہمارا ایمان محفوظ رہے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ مشورہ کے نتیجے میں جو بات طے ہوئی وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھی جوان کے دلوں میں ڈالی گئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے پسند بھی فرمایا کیونکہ اس کا تذکرہ قرآن مجید میں کر کے تا قیامت مسلمانوں کیلئے سبق آموز ہے۔

قرآن کریم میں ان دونوں واقعات کا ذکر اور اس کے بعد آنے والے واقعات میں سرفہرست یہ بھی ہے کہ ایمان کو محفوظ رکھنے کا واحد ذریعہ رازوں کو پوشیدہ رکھنے کا عمل ہے جو ایک مسلمان کو کامیاب بنانے میں اہم کردار آدا کر سکتا ہے۔

اگر کوئی مسلمان اپنے راز کو پوشیدہ رکھتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ندامت، خجالت اور نقصان سے محفوظ رہے جبکہ اللہ تعالیٰ اس نقص سے پاک ہے اور اس کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہی نہیں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کا یہی اصول ہیں کہ وہ قدرت کاملہ کے باوجود اپنے رازوں کو پوشیدہ رکھتا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

عَالِمُ الْغَیبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلَی غَیبِهِ أَحَداً (سورة الكهف)

ترجمہ: (وہی) غیب (کی بات) جاننے والا ہے اور کسی پر اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا۔

اس آیت قرآنی سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ اصول ہیں کہ وہ اپنے راز کو کسی پر ظاہر نہیں فرماتا حالانکہ کوئی بھی طاقت اللہ تعالیٰ کوئی نقصان نہیں دے سکتا اب جبکہ بندہ کو ہر طرف سے نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے تو پھر اس کیلئے نہایت ضروری ہے کہ وہ راز کو راز میں رہنے دے اور کسی پر اس کو ظاہر نہ کرے۔

اگر رازوں کو پوشیدہ نہ رکھا جائے اور کوئی مسلمان اس کا عادی نہ ہو تو رفتہ رفتہ ایک مسلمان سے جاسوس بھی بن سکتا ہے اگر چہ وہ عقیدتاً جاسوسی کا ارادہ نہیں رکھتا بلکہ غیر شعوری طور پر وہ جاسوس جیسا کردار ادا کرنا شروع کر دیتا ہے اور پھر یہی غیر شعوری جاسوسی ایک شعوری جاسوسی میں تبدیل ہو کر ارتقائی منازل طے کرتی ہے اور آخر کار اللہ ورسول ﷺ اور مسلمانوں کا مجرم بن جاتا ہے جس سے رسوائی شرمندگی اور ندامت یقینی ہے۔

زیادہ تر مسلمانوں اور کفار کے درمیان جنگوں میں ایسی حرکات بہت ہی نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں اور پھر اس نقصان کی تلافی ناممکن ہوتی ہین جو مسلمانوں اور مجاہدین کے حوصلہ شکنی کا سبب بنتا ہے اور ندامت ہی ندامت ہوتی ہے لھذا احتیاط کرنا ہوگا یہ اتنا بُرا عمل ہے کہ اسی ندامت اور شرمندگی سے بچنے کی خاطر اللہ تبارک وتعالیٰ نے مؤمنوں کو بروقت آگاہ فرمایا کہ اس سے مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور شکست کا بہت بڑا ذریعہ اور ناقابل معافی جرم ہے چنانچہ فرمایا۔

لَوْ خَرَجُواْ فِیكُم مَّا زَادُوكُمْ إِلاَّ خَبَالاً ولأَوْضَعُواْ خِلاَلَكُمْ یَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِیكُمْ سَمَّاعُونَ لَهُمْ وَاللّهُ عَلِیمٌ بِالظَّالِمِینَ(سورة التوبة)

ترجمہ: اگر وہ تم میں (شامل ہو کر) نکل بھی کھڑے ہوتے تو تمہارے حق میں شرارت کرتے اور تم میں فساد ڈلوانے کی غرض سے دوڑے دوڑے پھرتے اور تم میں ان کے جاسوس بھی ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

جو خالص مؤمن ہے وہ تو ہرگز ایسا نہیں کر سکتا اور جو ان باتوں کا عادی ہو کہ راز کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتا وہ بتدریج جاسوسی کا معتاد ہو جاتا ہے اور دنیا اور آخرت میں ذلت وخفت کا مستحق قرار پاتا ہے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس ذلت وخفت سے امان میں رکھے ۔آمین

☆☆☆☆☆

اداریہ

غازی آپریشن کیلئے ضروری ہدایات واحکامات

یادرہے کہ تحریک طالبان پاکستان (جماعت الاحرار) کی جانب سے تشکیل شدہ ادارۃ التحقیق والمعارف میں شامل اور میدان جہاد میں صف اول کے جید علماء کرام اور مفتیان عظام نے جہادی اور عسکری نوجوانوں کیلئے قرآن وسنت اور اقوال فقہاء کرام کی روشنی میں ایک لائحہ عمل طے فرمایا ہے جس پر پابندی کیساتھ عمل کرنا ہر مجاہد نوجوان کا اہم فریضہ اور مستقبل میں جماعت الاحرار کیلئے عمومی جنگی پالیسی ہے کیونکہ نبوی ہدایات کے مطابق کوئی بھی عمل کرتے وقت اسلامی اصولوں کی پاسداری کامیابی کیلئے ایک سنگ میل کی حیثیت اور طاقت وقوت کا سرچشمہ قرار دیا گیا ہے۔ اسلام ہمیں بتاتا ہے کہ کفار سے لڑتے وقت شرعی احکامات کوملحوظ رکھیں اور کسی بھی صورت میں ایسی لڑائی سے پرہیز کریں جس میں اسلامی اصولوں کی رعایت نہیں کی گئی ہوں اس طرح احادیث مبارکہ میں جابجا اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ کفار سے لڑتے وقت ایسے لوگ جنگ کی زد میں نہ آئیں جو بالواسطہ یا بلاواسطہ مدمقابل نہ ہوں اس ضرورت واہمیت کے تحت ادارۃ التحقیق والمعارف نے جماعت الاحرار کے مرکزی امور حرب کمیشن کیلئے درج ذیل اعلامیہ جاری فرمایا ہے۔

ایک بار پھر اللہ کی مدد ونصرت کامل عزم اور نئے ولولہ کیساتھ جماعت الاحرار کے مرکزی امور حرب کمیشن کی جانب سے غازی عبدالرشید رحمہ اللہ کے نام سے منسوب آپریشن مرتب کیا گیا ہے لہٰذا جماعت الاحرار سے وابستہ تمام مجاہدین اوران کی اتحادی قوتیں اپنی تمام تر توجہ جنگ پر مرکوز رکھیں اور جنگی کارروائیوں میں تیزی لائیں۔

تمام مجاہدین ساتھی آپریشن غازی کو کامیاب بنانے کیلئے درج ذیل امور کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے عملیات جاری رکھیں۔

(۱) پاکستان کے قوہ مقننہ کے تمام ادارے اس آپریشن میں ہمارے اہداف ہیں۔

(۲) قوہ اجرائیہ کے زمرے میں آنے والے اور پاکستان آرمی کے ذیل میں آنے والے تمام عسکری اور انٹیلی جنس ادارے اور کسی بھی نام سے ان کی معاونت کرنے والے ادارے اور اشخاص ہمارے اولین اہداف میں شامل ہیں۔

(۳) پاکستان کے قوہ قضائیہ اور اس سے متعلقہ سرکاری ادارے ہمارے نشانے پر ہیں۔

(۴) سودی نظام مالیت سے متعلقہ تمام ادارے ہمارے ہدف پر ہیں۔

(۵) وہ سیاسی پارٹیاں جو کفری نظام کے استحکام کے علاوہ ہمارے مخالف اداروں کیساتھ معاونت اور مجاہدین کے خلاف عملیات میں ملوث ہوں بھی ہمارے دشمن ہیں۔

(۶) وہ برائے نام تعمیری اور فلاحی ادارے جو معاشرے میں کفر والحاد اور عوام میں فحاشی وعریانی پھیلاتی ہیں بھی ہمارے اہداف میں شامل ہیں۔

(۷) نبی آخرالزمان ﷺ کی نبوت کے بعد دوسری نبوت کے دعویدار اور گستاخان رسول ﷺ ہمارے اہم اہداف میں سے ہیں۔

(۸) خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مرتد (نعوذ باللہ) سمجھنے والے اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت باندھنے والے بھی ہمارے اہداف کی سر فہرست میں ہیں

(۹) پاکستانی اور فوج کی جنگ میں اعانت کرنیوالے حکومتی لشکر، نام نہاد امن کمیٹیاں، جاسوس، اور دشمن کے مفاد میں پروپیگنڈے کرنے والے میڈیا کے ارکان ہمارے اہداف میں سرفہرست ہیں

(۱۰) وہ مخصوص تعلیمی ادارے جو کفری نظام کی تقویت اور ترویج کیلئے کام کرتی ہیں اس آپریشن کے دائرہ کار میں داخل ہیں جبکہ عام تعلیمی ادارے ہمارا ہدف نہیں۔

(۱۱) اسلامی عبادت گاہیں، جیسے مساجد، مدارس، دینی مراکز، جلسے جلوس، عیدگاہیں، جنازگاہیں، اور عوامی اجتماع گاہیں جیسے بازار، کھیل کے میدان، تفریح گاہیں منڈیاں، میلے اور بس سٹاپ وغیرہ میں دشمن کی موجودگی کے باوجود عملیات کرنے پر سختی سے پابندی ہے۔

(۱۲) ہسپتال، ریلوے، سڑکیں، پل ڈیم، اور عام المنفعہ کے تمام مقامات ہمارے اہداف میں داخل نہیں۔

(۱۳) چرچ، گرجا گھر، کلیسائیں، مندر، گردوارے اور غیر مسلموں کی تمام عبادت گاہیں ان عملیات میں محفوظ ہونگے بشرطیکہ یہ عبات گاہیں دشمن کی طرف سے جنگ کیلئے استعمال نہ ہو۔

(۱۴) دشمن کے تمام اداروں کے وہ لوگ جو اپنے کیئے ہوئے بُرے اعمال پر نادم ہو اور توبہ تائب ہوکر ہمارے ساتھ رابطہ رکھیں تو ان کیلئے ہماری طرف سے امن ہے اور ان کی جان ومال محفوظ ہے۔

میدان جنگ سے

کشمیر اور پاک فوج کا مستقبل

از امیر محترم عمر خالد حفظہ اللہ تعالیٰ

اس بات پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ کشمیر کا مسئلہ کیا ہے اور یہ کیونکر پیدا ہوا اور اس سے کون کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں کیونکہ کافی حد تک یہ باتیں پرانی ہوچکی ہیں اور تقریباً سب اس کو سمجھ چکے ہیں مگر جو لوگ اس موضوع پر اب بھی وہی فوج والی رٹ لگائے ہوئے ہیں وہ یا تو اسٹبلشمنٹ کے بے پناہ مظالم سے ڈرتے ہیں یا ان کے شخصی مفادات کو خطرات لاحق ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے یا تو وہ اسٹبلشمنٹ کی آندھی تقلید میں اتنے آگے جا چکے ہیں کہ ان کو سمجھانا ایک دشوار کام اور جوئے شیر لانے سے کم نہیں لہٰذا میں اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔

> جب ہم نے زیادہ اصرار کیا تو ایک بار پھر ہماری ملاقات کرنل موسیٰ سے کروائی گئی، کرنل موسیٰ نے ’’سب سے پہلے پاکستان‘‘ کے فارمولے پر ہمیں سمجھانے کی کوشش کی اور ایک لمبا چوڑا لیکچر دیا کہ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے اگر کشمیری جہاد کی وجہ سے ملک کو نقصان ہو عالمی دباو ہو تو پہلے ملک کو بچانا چاہیئے، جب ہمارے ایک ساتھی نے کہا کہ جب ہم کشمیر پر حملہ کریں گے پھر تو بہت ہی زیادہ عالمی دباؤ آئے گا تو کرنل موسیٰ کو مجبوراً کہنا پڑا کہ تمہارے اس جہاد کی وجہ سے کشمیر سو سال میں بھی آزاد نہیں ہوسکے گا اس سے تو ہم صرف انڈیا کو تنگ کرنا چاہتے ہیں ۔

اس وقت فوج کی طرف سے ایک نئی کوشش کی جارہی ہے وہ یہ ہے کہ پچھلے دنوں اعزاز سید صاحب جو جیو نیوز کا اسلام آباد کیلئے نمائندہ ہے نے ہمارے بھائی احسان صاحب سے رابطہ کرکے پوچھا کہ اگر پاکستان کا انڈیا کے ساتھ جنگ چھڑ جائے تو آپ یعنی جماعت الاحرار کا اس بارے میں کیا موقف ہوگا، اس سے پہلے بھی کئی بار ہم سے اس طرح کے سوالات پوچھے گئے ہیں، بلکہ مولانا فضل اللہ صاحب حفظہ اللہ کے مجاہدین کی طرف سے تو باقاعدہ ایک جعلی ویڈیو بھی نشر کی گئی جس کا بعد میں طالبان نے تردید کردی، اسی طرح میری معلومات کے مطابق لشکر اسلام اور پاکستان کی اکثر عسکری و جہادی تنظیموں سے بھی ایسے سوالات کیئے گئے ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ پاکستانی میڈیا بشمول جیو نیوز طالبان کی طرف سے جاری کردہ خبریں قطعاً شائع نہیں کرتے کیونکہ ان پر پیمرا کی طرف سے سخت پابندی عائد ہے مگر اس کے باوجود وہ ہمارا کشمیر سے متعلق پالیسی جاننا چاہتے ہیں اور اعزاز سید صاحب چونکہ عسکری معاملات، خبروں اور اسٹیبلشمنٹ کے ساتھ قربت کی بابت مشہور ہے۔ اس لئے یہ ہمارے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے اس سے پہلے براہ راست بھی ایسی کوشش کی گئی ہے، ایک دفعہ ستمبر ۲۰۰۹ء میں علاقائی امن کیلئے مذاکرات کے دوران ایک کرنل سے میری ملاقات ہوئی، کرنل اول جان جو کرنل عاصم اور کرنل مجاہد کے ناموں سے بھی مشہور ہے (اور اس وقت آئی ایس آئی کی طرف سے قطر میں تعینات ہے) ملاقات میں انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ فوج کے ساتھ اگر معاہدہ ہوجائے تو آپ اسلام کی سربلندی کیلئے کشمیر میں جہاد کریں گے؟۔ تو میں نے کہا کہ اسلام کی سربلندی کیلئے لڑنا تو ہمارا کام ہے، تو انہوں نے ریکارڈر نکال کر کہا کہ آپ یہ بات ایک بار پھر دہرایئے کہ میں کشمیر میں جہاد کرونگا (اگرچہ اس ملاقات میں باقاعدہ سیز فائر کا بھی اعلان ہوچکا تھا مگر ان مکاروں نے سیز فائر کے دوران ہمیں غافل کرکے اتنی بڑی غداری کی کہ ایک بڑا علاقہ ہم سے چھین لیا۔)

اب دیکھا جائے تو ایک طرف پاک فوج طالبان کو نمبر ون دشمن قرار دیتی رہتی ہے اور دوسری طرف انڈیا کیخلاف لڑنے کیلئے اپنے نمبر ون دشمنوں کی کیا ضرورت پیش آئی؟ صاف ظاہر ہے کہ جس طرح کشمیر ایک کمرشل گیم ہے اسی طرح فوج اس سے اور بھی کئی مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہے، مگر باِذن للہ تعالیٰ اب مجاہدین اور عوام اس بات کو سمجھ چکے ہیں اسی لئے تو ان کو اب ہر عوامی حلقے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، انڈیا کیساتھ جنگ میں ان کو طالبان کی حمایت سے کیا فوائد حاصل ہونا ممکن ہیں؟ پہلی بات تو یہ کہ پاکستان کی اکثریت چونکہ مذہبی لوگوں پر مشتمل ہے جو کئی حصوں پر منقسم ہے کشمیر پر طالبان کی مخالفت اگر سامنے آجائے تو ملک کا ایک بہت ہی بڑا مذہبی حصہ اس سوچ پر مجبور ہوجاتا ہے کہ طالبان کا تو منشور جہاد وقتال ہے کہیں کشمیر میں جہاد کے علاوہ کوئی اور گیم تو نہیں کھیلا جارہا، اگرچہ بظاہر ساری مذہبی تنظیمیں کھل کر فوج کی تمام پالیسیوں کی حمایت کرتے ہیں مگر دل سے چند ایک کے علاوہ کوئی بھی حمایت نہیں کرتا تو اگر اس دوران طالبان بھی حمایت کردیں پھر تو مخالفت اور اعتراض کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس طرح طالبان اگر کشمیر پالیسی کی مخالفت کرے تو اس میں فوج کو دو طرح کے واضح فوائد حاصل ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ پاکستان، افغانستان، ترکی اور عرب ممالک میں جو غیر سرکاری قوتیں پاکستانی فوج کی مخالفت میں پاکستانی طالبان کی حمایت کررہے ہیں اور مختلف ذرائع سے طالبان کے ساتھ تعاون کررہے ہیں فوج اس کے ذریعے سے ان کو سمجھانا چاہتی ہے کہ ہم اور طالبان ایک ہیں، یعنی

طالبان کو ہم نے ہی پیدا کیا ہوا ہے اور یقیناً اس فکر میں آئی ایس آئی کو بہت بڑی کامیابیاں بھی ملی ہیں، عوام تو عوام ہیں ان کو تو راسخ یقین دلایا گیا ہے مگر بہت بڑے بڑے دانشور، علمائے کرام اور دینی و علمی حلقوں کے ذہن میں یہ بات بٹھائی گئی ہے کہ طالبان دراصل آئی ایس آئی کے کارندے ہیں اور یہ لوگ جو کچھ کررہے ہیں فوجی جرنیلوں کے ارڈر کے مطابق کررہے ہیں، تو اسی طرح فوج نے بہت سے سادہ لوح مسلمانوں کو ہمارے ساتھ تعاون یا رابطہ کرنے سے روک رکھا ہے، عام لوگ تو بس یہی سمجھتے ہیں کہ طالبان کیساتھ رابطہ ہوتے ہی سیکیورٹی اداروں کو خبر ہوجاتی ہے۔

> ہمارے وطن عزیز کی فوج عالمی سطح پر ایک دہشت گرد، ظالم بھتہ خور اور کرپٹ ہونے کیلئے مشہور ہیں یہ فوج اپنے پڑوسی ممالک میں مداخلت کو جہاد سمجھ کر نہیں کررہے بلکہ یہ اپنے آپ کو مضبوط رکھنے کیلئے ہروقت ملک کو حالت جنگ میں رکھنا چاہتی ہے اسی کشمیر کے تنازعہ سے پاک فوج کا مستقبل وابستہ ہے

دوسرا بڑا فائدہ فوج کو یہ پہنچتا ہے کہ چونکہ بڑے لیڈر تو خوف اور اپنے مستقبل کی وجہ سے فوج کی کشمیر پالیسی سے اختلاف نہیں کرسکتے کیونکہ سرل المیڈا نے ایک ایسی بات اپنے کالم میں شائع کی جو ایک راز قطعاً نہیں تھا اور ایک بہت ہی عام بات تھی مگر اس کی وجہ سے اسلام آباد پر کیا کیا قیامتیں نہ ٹوٹیں، فوج کی سی ٹیم (پی ٹی آئی، طاہر القادری، شیخ رشید وغیرہ) نے دھرنے کے نام پر عوام کو کتنا تنگ کیا یہاں تک کہ ایک وزیر کو اپنی وزارت سے بھی ہاتھ دھونا پڑا اور باقیوں کے بھی خیر نہیں۔

اب جبکہ اس صورت میں ایمانی طاقت والوں کے علاوہ کوئی بھی اپنے مستقبل کو داو پر نہیں لگا سکتا تو ظاہر ہے کہ جب سیاسی و مذہبی لیڈران مجبوراً فوج کی کشمیر پالیسی کی حمایت کریں گے تو عام لوگ اور نوجوان کارکنان تو ضرور کشمیر پر مر مٹنے کیلئے تیار ہونگے۔

یہی وجہ ہے کہ جب پاک بھارت جنگ کا خطرہ ہوتا ہے تو اسی عوامی حمایت کو حاصل کرنے کیلئے طالبان بھی بھارت کے خلاف بیان داغ دیتے ہیں اگر ایسا نہ کرے تو شائد عوامی ردعمل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یہ طالبان سمیت تمام قوتوں کی ایک مجبوری ہے اور اسی لئے فوج اور آئی ایس آئی اپنے مقصد میں کامیاب ہوجاتی ہے۔

میں نے چونکہ کشمیری جہادی تنظیموں کے ساتھ سات سال گزارے ہیں، میں آئی ایس آئی کے دام و پیچ سے بحمد اللہ خوب واقف ہوں اور جن وجوہات کی بناء پر میں نے ان کے خلاف بغاوت کی اس کو آئی ایس آئی کے مکار ایجنٹس خوب سمجھتے ہیں جو کو میں طوالت کی خاطر بیان نہیں کرنا چاہتا۔

مانسہرہ کے بٹراسی معسکر، بکریال، شنکیاری، کوٹلی کے سہنسہ، مظفرآباد، راولہ کوٹ اور کنٹرول لائن کے اکثر سیکٹرز میں میں رہ چکا ہوں۔ اسلام آباد کے آئی ٹین مرکز، عثمان پلازہ، گولڑہ موڑ کے شمس کالونی میں مدرسہ خالد بن ولید جو حرکت المجاہدین کا مرکز ہے اور شمالی و جنوبی وزیرستان میں کشمیری تنظیموں کے مراکز سمیت پشاور کے علاقہ بورڈ میں صوبائی دفتر میں رہ چکا ہوں جو پہلے اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کا گھر تھا اور انہوں نے بعد میں مولانا فضل الرحمٰن خلیل صاحب کو عطیہ کیا تھا اور بعد میں یہی تعلق شیخ اسامہ صاحبؒ کی شہادت کا باعث بھی بنا کیونکہ امارت اسلامی کے سقوط سے چند دن پہلے خلیل صاحب میری رہبری میں مہمند ایجنسی کے راستے جلال آباد جاکر اسامہ بن لادن رحمہ اللہ سے ملے اور اسی شخص کے توسط سے حامد میر صاحب نے اسامہ بن لادنؒ کا مشہور انٹرویو بھی کیا جو ایک الگ موضوع ہے تاہم میری اتنی تفصیل کا مقصد یہ ہے کہ میں ان سارے معاملات سے خوب واقف ہوں اور آئی ایس آئی کی مکاریوں کی وجہ سے الحمدللہ آج میں حق کو پہچان چکا ہوں۔

ایک دفعہ ۲۰۰۲ء میں ہم کشمیر کے شہر راولاکوٹ میں گوئی نالہ کے مقام پر ایک عارضی کیمپ میں آئی ایس آئی کے زیر اہتمام چالیس روزہ کلاس میں زیر تربیت تھے جسے کشمیری مجاہدین عرف عام میں ''ایجنسی کی تربیت'' کہتے ہیں تو تربیت کے دوران ہمیں کرنل موسیٰ نے کھانے کیلئے مدعو کیا، دعوت میں صرف تنظیموں کے ٹریننگ سنٹرز کے ذمہ داران مدعو تھے میں بھی حرکت المجاہدین کی طرف سے اپنے گروپ کا ذمہ دار تھا، میرے علاوہ حزب المجاہدین کا ذمہ دار ابرار احمد، لشکر طیبہ کا ابو عمیر، جیش محمد کا ذمہ دار (جس کا نام ابھی یاد نہیں)، جمعیت المجاہدین کا ذمہ دار بابر اور ایچ یو ایم مفتی گروپ (وہ اس وقت حرکت المجاہدین سے الگ ہوا تھا) کا ذمہ دار صلاح الدین بھی اس دعوت میں شریک تھے، کرنل موسیٰ کا ڈرائیور ہمیں راولاکوٹ شہر کے پیراڈائز ہوٹل سے اپنے گھر لے گئے، کھانے سے پہلے تعارف ہوا میں نے اپنا تعارف ولی محمد جہادی نام خالد تحصیل شبقدر ضلع چارسدہ بتایا جو پیک تھا بعد میں انہوں نے ہمیں گرمانے کیلئے پٹھانوں کی غیرت کے بہت لمبے فضائل بیان کیے اسی طرح کشمیری جہاد پر تفصیلی سوالات وجوابات ہوئے جس کا مقصد یہ تھا کہ ہم ہر حال میں کشمیر لے کر رہیں گے، ہماری بہنیں انتظار کررہی ہیں، گوکہ جنگ سے پہلے انڈیا کو تنگ کریں گے اور مجاہدین کی تعداد پورا ہوتے ہی ایک بڑا حملہ کریں گے اور یوں کشمیر پاکستان کا حصہ بن جائے گا۔ اس کے علاوہ تربیت بہتر کرنے پر بھی بات ہوئی مگر چند دنوں کے بعد جب ہماری تربیت پینتیسویں روز میں داخل ہوئی تو صوبیدار بشیر جو ٹریننگ سینٹر کا ذمہ دار تھا نے سب کو جمع کیا اور فیصلہ سنا دیا کہ آج سے سینٹر بند اور تربیت ختم ہے ہم نے بہت اصرار کیا کہ صرف پانچ دن رہتے ہیں اور بارود کی

ضروری بوبی ٹریپس سیکھنے ہیں تو انہوں نے کہا کہ مشرف نے سب کچھ بند کرنے کا فیصلہ کیا ہے ہم کچھ نہیں کرسکتے، جب ہم نے زیادہ اصرار کیا تو ایک بار پھر ہماری ملاقات کرنل موسیٰ سے کروائی گئی، کرنل موسیٰ نے ''سب سے پہلے پاکستان'' کے فارمولے پر ہمیں سمجھانے کی کوشش کی اور ایک لمبا چوڑا لیکچر دیا کہ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے اگر کشمیری جہاد کی وجہ سے ملک کو نقصان ہو عالمی دباو ہو تو پہلے ملک کو بچانا چاہئے، جب ہمارے ایک ساتھی نے کہا کہ جب ہم کشمیر پر حملہ کریں گے پھر تو بہت ہی زیادہ عالمی دباؤ آئے گا تو کرنل موسیٰ کو مجبوراً کہنا پڑا کہ تمہارے اس جہاد کی وجہ سے کشمیر سو سال میں بھی آزاد نہیں ہوسکے گا اس سے تو ہم صرف انڈیا کو تنگ کرنا چاہتے ہیں۔ جوانی میں جذبہ جہاد سے سرشار ہونے کی وجہ سے ہم نے ان میدانوں کا رخ کیا لیکن حقیقت جاننے کے بعد رخ بدل دیا ان ملاقاتوں سے ہمیں ایک فائدہ ضرور ہوا کہ ان ایجنسیوں کا مکروہ چہرہ اور مقاصد بہتر طور پر سمجھنے کا موقع ملا اب یہ صورتحال آئی ایس آئی اپنے بداعمالیوں کی وجہ سے مزید واضح کرچکی ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ وہاں کشمیر کی ماؤں بہنوں پر جو مظالم ڈھائے جارہے ہیں جو ماؤں کے لخت جگر شہید ہورہے ہیں جو کشمیری نوجوان سلاخوں کے پیچھے سڑھ رہے ہیں اور یہ جو ہمارے ملک سے سینکڑوں جوان کنٹرول لائن عبور کرکے ساتھ ہی بھارتی سیکیورٹی فورسز کا شکار ہوجاتے ہیں یہ صرف اور صرف ہماری اس ''تنگ کرنے والی پالیسی'' کی وجہ سے ہیں اگر کشمیر فتح ہونے کے قریب بھی پہنچ جائے تو بھارت اپنے چند فوجیوں کو لاہور کے سرحد پر لے آئے گا اور ساتھ ہی پاک فوج پندرہ بیس نوجوان لڑکیوں کو بھارت بھیج کر صلح کرلے گا اور کشمیر سے دستبردار ہوکر سب سے پہلے پاکستان کے فارمولے پر عمل درآمد ہوگا۔ انااللہ وانا الیہ راجعون

ایک طرف سید علی شاہ گیلانی وغیرہ ہے جو خوب سمجھتے ہیں کہ علاقائی سیاست میں ایک فیصد لوگ بھی ان کی حمایتی نہیں ہیں اس لئے بیرونی قوتوں کے ساتھ اپنے مفادات کے تحفظ کیلئے پرتول رہے ہیں، کشمیری رہنماؤں کو اپنی غلطیاں اچھی طرح معلوم ہیں کہ وہ اگر اپنی آزادی کی تحریک میں پاکستان کو شامل نہ کرتے تو کب اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے، اس ایک غلطی کی وجہ سے ساری دنیا سمیت بھارت کے اندر بھی اپنی حمایت کھوچکے ہیں اس لئے اب وہ مجبوراً پاکستان کی حمایت بھی کھونا نہیں چاہتے اگرچہ وہ پاکستان حزب المجاہدین کو جس میں زیادہ تر کشمیری شامل ہیں اور دیگر تنظیمیں یعنی لشکر طیبہ اور جیش محمد وغیرہ جس سے ہندو سور ما زیادہ نفرت کرتے ہیں کو وادی کے اندر لانا نہیں چاہتے مگر اب وہ مجبور ہیں۔

ہمارے وطن عزیز کی فوج عالمی سطح پر ایک دہشت گرد، ظالم بھتہ خور اور کرپٹ ہونے کیلئے مشہور ہیں یہ فوج اپنے پڑوسی ممالک میں مداخلت کو جہاد سمجھ کر نہیں کررہے بلکہ یہ اپنے آپ کو مضبوط رکھنے کیلئے ہر وقت ملک کو حالت جنگ میں رکھنا چاہتی ہے اسی کشمیر کے تنازعہ سے پاک فوج کا مستقبل وابستہ ہے اگر کشمیر کا تنازعہ اور بارڈر پر ہلا گلا نہ رہا تو پاک فوج کی حیثیت برف کی طرح پگھل جائے گی اس فوج کو ملک کی ترقی اور عوام کی خوشحالی کی فکر ہرگز نہیں بلکہ اپنے بجٹ، ملک کے تمام اداروں پر اثر رسوخ اور جرنیلوں کے پیٹ پالنے کیلئے یہ سب کچھ کررہی ہیں۔ افغانستان کے اندر لشکر طیبہ اور غریب عوام کے ذریعے یہ فوج ایسے ایسے کارنامے سرانجام دے رہی ہیں کہ جسے سن کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جسے میں بوجوہ بیان نہیں کرسکتا۔

تو ایسی صورت میں جب ہمیں اچھی طرح اس فوج کی اصلیت معلوم ہو تو ہم کیونکر ان کے کشمیر پالیسی کی حمایت کرسکتے ہیں اگر پاک بھارت جنگ ہو تو ہمیں اس فوج کی اصلیت کا پتہ ہے کہ یہ جرنیل کیوں بار بار یہ جنگی حالت پیدا کررہے ہیں اپنے آپ کو مضبوط کرنے کیلئے اور عوام کو یہ احساس دلانے کیلئے کہ اگر ہم نہ رہے تو بھارت پاکستان کو کھا جائے گا حالانکہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔

ہماری جو مجبوری ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے ملک کے عوام کی اکثریت فوج کی ان غداریوں سے لاعلم ہے وہ کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ اور پاک فوج کو جہاد کشمیر کے اصلی مجاہدین سمجھتے ہیں یہی ہماری بھی مجبوری ہے کہ ہم اگر کشمیری مزاحمت کو جہاد کا نام نہ دیں اور اس میں شمولیت کا عزم نہ کرے تو ملک کے مذہبی حلقے ہمارے مخالف ہوجائیں گے اور ہم پر انڈین ایجنٹ کا دھبہ لگ جائے گا حالانکہ دنیا کی یہ نمبر ون ایجنسی ہمارے اوپر انڈین ایجنٹ کے ٹاپے تو بہت لگارہی ہیں مگر دو ہزار دو سے لیکر تاحال کوئی ایک ثبوت بھی پیش نہ کرسکی۔

ان حالات میں وطن عزیز کے اندر برسرپیکار تمام جہادی تنظیموں کیلئے میری رائے یہ ہے کہ وہ فوج کے دھوکے میں نہ رآئیں ایسا نہ ہو کہ ہم عوام اور مذہبی حلقوں کو مطمئن رکھنے کیلئے اپنے شرعی منہج سے ہٹ جائیں ایسا نہ ہو کہ ہم آئی ایس آئی کی مکاریوں میں ان کے معاون بن جائیں اور ایسا نہ ہو کہ ہماری حمایت کشمیری مظلوم ماؤں اور بہنوں کیلئے مزید دردسر بن جائے اس کی بجائے عوام اور مذہبی حلقوں کو فوج کی مکاریاں اور غداریاں سمجھانی چاہئے۔

وماعلینا الا البلاغ

جمہوری انتخابات کی مثال:

چند اوباش کسی حرام کام کیلئے اکٹھے ہوئے۔ اور طے ہوا کہ اس بات یہ حرام فعل کون کرے گا؟ اس کا فیصلہ عوام کرے گی۔ چنانچہ عوام سے کہا گیا کہ آپ جس کو اس حرام کیلئے ووٹ دیں گے اس بار وہی یہ کام کرے گا۔ اب اگر کوئی یہاں کھڑے ہوکر یہ کہے گا کہ بھائی یہ مشورہ ہے اور مشورہ امانت ہے....تو کیا حرام کام میں مشورہ دینا بالاصلیجائز ہے کہ اسے امانت تک قرار دے دیا جائے؟ (ادیان کی جنگ [طباعت دوم] ص۴۹)

آپریشن غازی کے کامیاب عملیات کی چند جھلکیاں

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور مظلوم مسلمانوں کی دعاؤں سے جماعت الاحرار کے عسکری قائدین نے آپریشن الرعد کے بعد اس سال مولانا عبدالرشید غازی شہیدؒ کے نام سے ایک جنگی آپریشن لانچ کیا جس کا آغاز ۱۱ فروری ۲۰۱۷ء سے ہوا ماہ فروری کے آخری اٹھارہ ایام میں جماعت الاحرار کے سربکف اور دلیر مجاہدین نے وطن عزیز کے کونے کونے میں تیز ترین کارروائیاں کیں جن میں بیشتر ائمۃ الکفر سمیت بیسیوں مرتدین ہلاک وزخمی ہوئے۔

ان عملیات میں چھ فدایان اسلام استشہادی حملوں میں اور مجاہدین دوران جنگ شہید ہوئے جبکہ وہ مجاہدین جوکہ پاکستان کے مختلف خفیہ جیلوں میں جعلی مقابلوں کے نام پر شہید ہوئے ہیں وہ تعداد اس کے علاوہ ہے۔

اسی طرح مارچ کے مہینے میں فوج کی جانب سے آپریشن ردالفساد (ردالجہاد) کے نام سے سخت ترین آپریشن کے باوجود مجاہدین اپنے مقاصد اور منصوبوں میں مکمل کامیاب رہے ان میں میچنئی ٹریننگ سنٹر کی تیس سے زائد ہلاکتیں، کرم ایجنسی میں کار بم استشہادی حملہ، اور آپریشن غازی کے لاہور مال روڈ پر فدائی حملے قابل ذکر ہیں

۱۱، فروری ۲۰۱۷ء مہمند ایجنسی کے سرحدی علاقہ بائیزی میں مجاہدین نے آپریشن غازی کی ابتداء کرتے ہوئے ناپاک فوج کی پوسٹوں پر ایک دلیرانہ حملہ کیا جس میں متعدد اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے جبکہ دو مجاہدین ساتھی بھی اس موقعہ پر جام شہادت نوش فرما گئے۔

۱۳، فروری پنجاب کے دارالحکومت لاہور مال روڈ پر ایک تاریخی استشہادی حملہ ہوا جس میں سی ٹی ڈی کیپٹن مبین اور ایس ایس پی زاہد گوندل اور سول کپڑوں میں ملبوس خفیہ اداروں کے کارندے جہنم واصل ہوئے جبکہ فدائی نصر اللہ بھی شہادت کے اعلیٰ رتبے پر فائز ہوئے۔

۱۵فروری مہمند ایجنسی کے ہیڈکوارٹر میں ہمارے دو ساتھی قاری یونس شہید (مہمند ایجنسی) اور عثمان شہید (خیبر ایجنسی) دونوں نے انتہائی بہادری اور دلیری سے فائرنگ کرتے ہوئے غلنئی کیمپ میں داخل ہوئے اور مسلسل کئی گھنٹوں تک لڑتے ہوئے مرتدین کو واصل جہنم کیا جبکہ فدائی مجاہدین خود بھی اپنی منزل مقصود (شہادت) تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔

۱۵فروری ہی کو یعنی اسی دن کو شبقدر کے قریب مہمند ایجنسی کی تحصیل یکہ غنڈ کے علاقہ میچنئی ''موصل کور'' میں ناپاک آرمی کے اہلکاروں کے ساتھ جھڑپ ہوئی اور فدائی مجاہد ساتھی ابوبکر نے انتہائی مہارت سے دشمن کی صف میں گھس کر اپنی بارودی جیکٹ سے ان پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں متعدد مرتدین ہلاک اور زخمی ہوئے جبکہ باقی میدان چھوڑ کر فرار ہوگئے یہ جھڑپ صبح نو بجے سے سہ پہر تین بجے تک جاری رہی۔

۱۶فروری جماعت الاحرار کے نڈر اور بہادر نوجوانوں نے باجوڑ ایجنسی کے سرحدی علاقہ چارمنگ میں ناپاک فوج کی پوسٹوں کو بھاری اسلحے سے نشانہ بنایا جس میں کئی ہلاکتوں اور زخمیوں کی اطلاع موصول ہوئی۔

۱۷فروری جماعت الاحرار کے جانبازوں نے بلوچستان کے علاقہ آواران میں ایف سی کی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ کیا جس میں کیپٹن سمیت تین اہلکار جہنم کا ایندھن بنے۔

۱۷ فروری ہی کو ڈیرہ اسمٰعیل خان میں ہمارے ٹارگٹ کلرز نوجوانوں نے تین اہلکاروں کو ٹارگٹ کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

۱۷فروری کو خیبر ایجنسی کے سرحدی علاقے شلمان میں ناپاک فوج کی پوسٹوں پر مارٹر گولوں سے حملہ کیا اور ساتھ ہی ایک فوجی گاڑی کو بھی نشانہ بنایا گیا۔

۱۷فروری ہی کو مہمند ایجنسی کے علاقہ شیخ بابا میں مارٹر عملیات ہوئے مارٹر گولے پوسٹوں پر جا لگے جس میں آئی ایس پی آر نے کافی جانی نقصان کا اعتراف کیا۔

۱۸فروری فدایان اسلام نے چارسدہ کے علاقہ تنگی میں سیشن کورٹ کے اندر داخل ہوکر کفر میں ستون کی حیثیت رکھنے والے کئی ججوں کو نشان عبرت بنادیا۔ اور فدایان اسلام عبدالباسط اور احسان اللہ بھی جام شہادت نوش فرما گئے۔

۲۱ فروری جماعت الاحرار کے شاہینوں نے مہمند ایجنسی کے علاقہ دویزئی میں آئی ایس آئی کے کارندے بہادر نامی شخص کو ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے جہنم رسید کیا۔

۲۲ فروری جماعت الاحرار کے مائن ماسٹرز نے مہمند ایجنسی تحصیل

خویزئی بائیزئی میں علاقہ سم غاخی میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ کر کے چھ مرتدین کو جہنم واصل کیا دو دیگر زخمی بھی ہوئے۔

۲۳ فروری مہمند ایجنسی علاقہ دویزئی میں عبد الوکیل نامی ایف آئی او کے کارندے کو قتل کر دیا۔

۲۳ فروری کو یعنی اس تاریخ کو مہمند ایجنسی علاقہ سوران درہ میں ایک آرمی اہلکار کو سنائپر کے ذریعے قتل کر کے اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

۲۸ فروری مہمند ایجنسی کے علاقہ چارمنگ میں جماعت الاحرار کے جوانوں نے گھات لگا کر حملہ کیا جبکہ اسی روز ایک دوسرا تعارضی حملہ بھی کیا گیا جس میں ہلاکتوں کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہوئی۔

یہ تھیں غازی عملیات کی ماہ فروری ۲۰۱۷ء کی کارروائیوں کی لسٹ اب پیش خدمت ہے غازی عملیات کی ماہ ماچ ۲۰۱۷ء کی کارروائیاں:

۱ مارچ ۲۰۱۷ء جماعت الاحرار کے مجاہدین نے لشکر جھنگوی العالمی کے مشترکہ تعاون سے کوئٹہ کے علاقہ سریاب روڈ پر ایک کامیاب آئی ای ڈی حملہ کیا جس میں کئی ایف سی اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔

۴ مارچ: جماعت الاحرار کے ٹارگٹ کلر جوانوں نے ضلع چارسدہ، شبقدر کے علاقے حاجی لعل خان کلی میں ایک دشمن سیاسی جماعت کے رکن اور ائمۃ الکفر کی حیثیت رکھنے والے سابق صدر بار ایسوسی ایشن محمد جان ایڈوکیٹ کو ٹارگٹ کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا جبکہ اس کا ساتھی رحم باچا زخمی ہوا، للہ الحمد۔

۴ مارچ ۲۰۱۷: مجاہدین نے باجوڑ ایجنسی کے علاقے برچمرکنڈ میں ناپاک آرمی کی پوسٹوں پر بے خبری میں آر پی جی سیون اور دیگر بھاری اسلحہ سے ایک زوردار حملہ کیا جس کے نتیجے میں پوسٹوں کے باہر دھوپ میں بیٹھے کئی اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے، بعدازاں لاشوں کو ایمبولینسز کے ذریعے منتقل کر کے دیکھا گیا۔

۶ مارچ: جماعت الاحرار مجاہدین نے مہمند ایجنسی کے علاقہ سوران میں ناپاک آرمی کی پوسٹوں پر انتہائی دلیرانہ اور کامیاب حملہ کیا۔ مرتد ادارے کے ترجمان آئی ایس پی آر نے چھ فوجیوں کو جہنم واصل ہونے کی تصدیق کی جبکہ انتہائی مصدقہ ذرائع کے مطابق تینوں پوسٹوں میں پچیس سے زائد آرمی اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے ہیں حملے میں ہمارے آٹھ ساتھی زخمی ہوئے، ہمارے انٹیلی جنس ذرائع کے مطابق ناپاک آرمی کے اہلکار حملے کے وقت پی ایس ایل فائنل دیکھنے میں مصروف تھے جس کی وجہ سے مجاہدین بآسانی اپنے اہداف کو پہنچنے میں کامیاب ہوئے اور ناپاک فوج کو چن چن کر مارنا شروع کر دیا.....

جنگ کے دوران ہمارے کئی ساتھی جو کہ زخمی ہوئے تھے راستے سے بھٹک کر جنگلوں میں لاپتہ ہوگئے جس سے ناپاک فوج نے فائدہ اٹھا کر بیان جاری کیا کہ ہم نے اتنے مجاہدین مارے ہیں، لیکن اگلے دن ہمارے زخمی مجاہدین اپنے محفوظ ٹھکانوں تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے اور آئی ایس پی آر کا دعویٰ اس کی عادت کے مطابق جھوٹا ثابت ہوا۔ الحمد اللہ

۱۵ مارچ: مجاہدین نے مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی کے علاقے قندہارو میں امریکی نواز فوج کی پوسٹوں پر بے خبری میں ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں درجنوں مرتد عناصر جہنم کا ایندھن بنے، جبکہ مجاہدین نے کثیر تعداد میں ایمبولینسز کی نقل وحرکت دیکھی جو کہ مرتد اہلکاروں کی ہلاکت پر دلالت کرتی ہیں۔

۱۶ مارچ: مجاہد بھائیوں نے مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی کے علاقے قندہارو (خاخ دکانونو) میں صف اول کی اتحادی فوج کی دو پوسٹوں پر کامیاب وار کیا جس کے نتیجے میں کئی اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔

۱۷ مارچ: جماعت الاحرار کے تقریباً ایک سو دس مجاہدین نے خیبر ایجنسی کی تحصیل لوئی شلمان میں ناپاک آرمی کے تین پوسٹوں پر ایک فاتحانہ حملہ کیا، مرتد فوج مجاہدین کا مقابلہ نہ کر سکی اور لاشوں کو چھوڑ کر پوسٹیں خالی کرنا اپنے لئے غنیمت سمجھ کر بھاگ گئی، حملے کے نتیجے میں مجاہدین نے ایک پوسٹ کو مکمل فتح کیا، ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہنے والے اس فاتحانہ تعرض میں ایک لائٹ مشین گن سمیت کچھ عسکری سامان مجاہدین بطور غنیمت اپنے ساتھ لائے، جبکہ علاقے میں تعینات باجوڑ سکاوٹ کے وائرلیس سیٹ اور پاکستانی میڈیا کے مطابق اس جھڑپ میں دشمن کے چار عناصر واصل سقر ہوئے اور دس سے زائد زخمی بھی ہوئے۔ بفضل اللہ تعالیٰ

۱۷ مارچ: ہمارے دو استشہادی مجاہدین ثناء اللہ گجر عرف مخلصؒ اور فرمان المعروف عباسؒ نے مہمند ایجنسی کے علاقے میچنئی میں جماعت کے انٹلی جنس ونگ کے تعاون سے ایف سی کے ٹریننگ سنٹر میں بآسانی گھس گئے اور کئی گھنٹوں تک لڑتے ہوئے تیس سے زائد مرتد فوج کو جہنم ارسال کرنے میں کامیاب ہوئے، صبح چھ بجے سے جاری یہ جنگ عصر سے پہلے دونوں استشہادی شہزادوں کی شہادت پر اختتام پذیر ہوئی، واضح رہے کہ مہمند ایجنسی میں میڈیا اور صحافیوں پر سخت پابندی ہے اور فوج کے دفاتر اور کاغذات میں مہمند ایجنسی کلیئر ہونے کی وجہ سے کوئی بھی جانی نقصان چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

۱۷ مارچ: باجوڑ ایجنسی میں عملیات کیلئے دوران سفر دو ساتھیوں نے

مجاہدین کے اندر موجود آئی ایس آئی کے ایجنٹوں کی وجہ سے جام شہادت نوش کیا، شہداء میں احسان اللہ عرف حمزہؒ اور عابد عرف حمزہؒ جو جہاد کے مخلص ترین ساتھیوں میں شمار ہوتے تھے باجوڑ ایجنسی سے تعلق رکھتے تھے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

۱۸ مارچ: مجاہدین نے آپریشن غازی کے تحت مہمند ایجنسی کے علاقے میچنئی میں چھٹی پر آئے ہوئے علی اصغر نامی آرمی اہلکار پہ چھاپہ مار کر قتل کر دیا، قتل کے دوران ویڈیو بھی بنائی گئی جو کہ نشر کی جائے گی۔ ان شاء اللہ

۱۸ مارچ: مہمند ایجنسی کا پشاور سے قریبی علاقہ میچنئی میں پولیس کی وین پر ایک ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ کیا گیا لیکن ہلاکتوں کی دقیق تفصیل سامنے نہیں آئی۔

۱۹ مارچ: مہمند ایجنسی کے سرحدی علاقے سلالہ پوسٹوں پر تقریباً ستر انصار و مہاجرین مجاہدین نے کامیاب تعارضی وار کیا جس کے نتیجے میں دشمن کو جانی و مالی نقصانات اٹھانے پڑے، دو پوسٹ مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہوئیں جبکہ بہت زیادہ عسکری ساز و سامان مجاہدین کو غنیمت کے طور پر حاصل ہوا۔ جنگ کے دوران ہمارے دو ساتھی زخمی بھی ہوئے۔

۲۲ مارچ: مہمند ایجنسی تحصیل صافی کے علاقے لکڑو میں مجاہدین نے کالج میں موجود مرتد اہلکاروں کو جی ایل (گرنیڈ لانچر) اور آر پی جی سیون سے نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں دس سے زائد مرتد اہلکار اپنے انجام کو پہنچے۔

۲۸ مارچ: مہمند ایجنسی کی تحصیل امبار میں مکار دشمن نے چھاپہ مار کر مجاہدین کو گرفتار کرنے کی ناکام کوشش کی جس کے بعد مجاہدین کی جانب سے دندان شکن جواب کی زد میں آ کر کئی مرتدین ہلاک و زخمی ہوئے، ہمارے ایک مقامی عالم دین مولوی لعل محمد عرف نظامی رحمہ اللہ بھی شہادت کے عظیم رتبے پر فائز ہوئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

۳۰ مارچ: خیبر ایجنسی کی تحصیل لنڈی کوتل میں جماعت الاحرار کے ایک دستے نے ناپاک آرمی کے لواڑگی فوجی کیمپ پر میزائل داغے جن میں سے اکثر کیمپ کے رہائشی علاقے میں جا لگے جس کے نتیجے میں کئی مرتد اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

۳۱ مارچ: کرم ایجنسی کے مرکز پاڑہ چنار میں جماعت الاحرار کے ایک پرانے اور جانے پہچانے مجاہد سید نذیر عرف ابودرداءؒ جن کا تعلق مہمند ایجنسی سے تھا نے آپریشن غازی عبدالرشیدؒ کے تحت کائنات کے بدترین کافر شیعہ عناصر کو ایک زوردار کار بم حملے سے اڑا کر استشہادی حملہ کیا جس کے نتیجے میں درجنوں اسلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے دشمن جہنم کی خوفناک آگ کا ایندھن بنے، شیعہ چونکہ ہمیشہ سے کائنات کا غلیظ ترین کافر اور امہات المومنینؓ سمیت تمام صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے گستاخ رہے ہیں اور آپریشن غازی کی جنگی پالیسی میں ہمارے اہداف میں شامل تھے اس لئے اس کے مرکز یعنی امام بارگاہ کو نشانہ بنایا گیا اور ہماری یہ بارود بھری گاڑی امام بارگاہ کے عین گیٹ پر بلاسٹ کی گئی، اسلام کے یہ دشمن چونکہ وطن عزیز میں مدرسہ تعلیم القرآن راولپنڈی اور علماء کرام کی شہادتوں سمیت دہشتگردی کے مختلف واقعات میں ملوث رہے ہیں جس کے بارے میں امیر محترم عمر خالد خراسانی صاحب نے انتقام کا اعلان کیا تھا۔ الحمدللہ آپریشن غازی کامیابیوں کی سیڑھیاں سر کر رہا ہے آئندہ کیلئے بھی دردمند مسلمانوں سے اس کی مزید کامیابی کیلئے دعا کی اپیل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کیلئے کٹ مرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

فرمان الٰہی۔

اور ہم چاہتے ہیں کہ جو لوگ زمین میں کمزور بنا دیئے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور ان کو امام بنائیں اور ان کو زمین کا وارث بنا دیں (سورہ القصص)

جو لوگ ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی اور اپنے مال اور جان سے لڑے اور جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور جو لوگ ایمان تو لے آئے لیکن ہجرت نہیں کی تو جب تک وہ ہجرت نہ کرے تم کو ان کی رفاقت سے کوئی سروکار نہیں اور اگر وہ تم سے دین (کے معاملات میں) مدد طلب کریں تو تم کو مدد کرنی لازمی ہے مگر ان لوگوں کے مقابلے میں نہیں جن کیساتھ عہد ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں تو مومنوں اگر تم نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا فساد مچ جائے گا

(سورہ الانفال)

حالات حاضرہ

ابوحسان کے قلم سے

پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوا لیکن روز اول سے اس وطن میں ہر چیز ہے مگر اسلام اپنی حقیقی شکل میں نہیں، قیام پاکستان کے فوراً بعد تحریک پاکستان میں حصہ لینے والے جید علماء کرام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے جناح سے کہا کہ ملک دین اسلام کے نام سے قائم ہوا، لاکھوں مسلمانوں نے اس عظیم مقصد کیلئے قربانیاں دیں لیکن اس بدبخت رہنماء نے علماء سے کہا کہ پاکستان ابھی نابالغ ہے جب بالغ ہو جائیگا تو دیکھا جائے گا، آج پاکستان کو قائم ہوئے ستر سال ہو چکے ہیں، لیکن اسلام کیلئے ابھی تک نابالغ ہے، آج تک مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے ملک کا نام اسلامی جمہوریہ رکھا گیا ہے جبکہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اسلام اور جمہوریت دو متضاد نظریئے ہیں، اسلام دین الٰہی ہے اور جمہوریت دین یہود ہے، آج دنیا میں جتنے جمہوریت پسند ہے سارے یہودیوں کے کھلونے ہیں جمہوریت کے نام پر پاکستان میں جو تماشے ہوتے ہیں، ابلیس بھی شرما جائے جبکہ اسلام کے نام لیواؤں پر زمین تنگ کردی گئی ہے ملک کی خفیہ ایجنسیاں ہر ایک کا منہ سونگھتی پھر رہی ہے کہ کہیں اس سے شریعت کی بو تو نہیں آرہی، اور ذرا بھی کسی پر شک ہو جائے تو چشم زدن میں اس پر کئی طرح کے مقدمات قائم کئے جاتے ہیں اور نا معلوم وقت تک وہ ایجنسیوں کا مہمان بن جاتا ہے، پوری دنیا میں قیدیوں کے حقوق ہوتے ہیں، پاکستان واحد ملک ہے جہاں شریعت ماننے والے مجرم کے کوئی حقوق نہیں، شراب خانوں کیلئے لائسنس ہے، جوا خانوں اور زنا کاری کے آڈوں پر کوئی پابندی نہیں اگر پابندی ہے تو اس پر کہ ان حرام کاریوں کے خلاف کوئی نہ بولے، لال مسجد کے سانحہ کی ابتداء کیسے ہوئی؟ پرویز لعین نے تیس سے زائد مساجد پر نشان لگوائے تھے کہ ان مساجد کو ڈھا دیا جائے گا، ایک دو مساجد کو شہید بھی کیا لال مسجد والوں کے خون میں ایمانی حرارت تھی وہ کیسے اس کو ٹھنڈے پٹوں برداشت کر سکتے تھے، انہوں نے احتجاج کیا جو بڑھتے بڑھتے ایک عظیم سانحے پر منتج ہوا، فرعون وقت کا خیال تھا کہ انها لشرزمة قليلون۔ یہ مٹھی بھر دہشتگرد ہے وہ اکثر اپنے بیانات میں مجاہدین کو ہمیشہ دو فیصد کہا کرتا تھا، ان کو ختم کر کے یہ آواز ہمیشہ کیلئے دبا دینگے، ان ناعاقبت اندیشوں کا خیال غلط تھا، اللہ کی کروڑوں رحمتیں ہو لال مسجد کے شہداء پر، خصوصاً غازی عبدالرشیدؒ پر کہ انہوں نے وہ چنگاری سولگالی ہے کہ حکومت، فوج اور آئی ایس آئی سے بجھائی نہیں بجھ تھی، ہزاروں مجاہدین کو شہید کیا ہزاروں کو پابند سلاسل کیا، جائدادوں کو ضبط کیا۔

؎ اسلام کی فطرت کو قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا بھی دبادیں گے

مجاہدین اسلام عزم مصمم کر چکے ہیں کہ جس طرح ہم اللہ کے دین اور شریعت کی خاطر اپنے پیارے وطن کو خیر باد کہہ چکے ہیں اسی طرح ہم خون کے آخری قطرے تک لڑیں گے، لیکن اسلام کی حرمت اور ناموس پر آنچ تک نہیں آنے دینگے۔ انشاء اللہ۔ ولو كره المشركون۔

۱۱ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد جہاد نے ایک نیا رخ اختیار کیا ہے اور ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے مبارک عملیات سے مسلم دنیا میں بیداری کی لہر اٹھی، کفر بھی اپنے پورے غیض وغضب کے ساتھ اسلام پر حملہ آور ہوا اس سے بہت فوائد حاصل ہوئے، عرب اور عجم کے مجاہدین ایک دوسرے کے قریب ہوئے وہ لوگ جو جہادی جیکٹیں پہن کر جلسوں میں جھاگ اڑائی تقریریں کرتے تھے اور ہم جیسے سادہ لوح سمجھتے تھے کہ یہ اپنے وقت کے سب سے بڑے مجاہد ہے کفر اور اسلام کا جب بھی سامنا ہو گا تو یہ مجاہدین کا ہراول دستہ ثابت ہونگے۔ لیکن جب پردہ ہٹا تو وہ طاغوت کی صف کے تھے، اپنی تمام علمیت اور ظاہری دانشمندی کا زور آئی ایس آئی اور مرتد فوج کے دفاع پر لگا رہے تھے اللہ تعالیٰ نے طیب اور خبیث کو الگ کیا، مخلص مجاہدین میدان میں رہ گئے جنہوں نے کفر کی نیندیں حرام کر رکھی ہے، میڈیا کے ہر چینل سے دن رات یہی آوازیں آتی ہیں کہ دہشتگردی اور شدت پسندی کیسے ختم ہوگی، كم من فئة قليلة غلبة فئة كثيرة باذن الله ۔ یہ دو فیصد مٹھی بھر مجاہدین قول کے سچے ایمان کے پکے ساری دنیا کے کفر کے دانت کھٹے کرنے اور طاغوت کو ملیا میٹ کرنے کیلئے کافی ہے مسلمانوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئے کہ مٹھی بھر مجاہدین کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتنی کامیابیاں حاصل ہو رہی ہے، پاکستان کی مضبوط اور منظّم فوج وخفیہ ایجنسیاں حیران و پریشان ہیں کہ مجاہدین کا راستہ کیسے رکے، وہ جتنے منصوبے اپنے دفاع کیلئے بناتے ہیں مجاہدین اللہ کی نصرت سے وہ ناکام بناتے ہیں، پاکستان کے مرتد حکمران یہ راگ الاپتے نہیں تھکتے کہ دہشتگردوں کی کمر ٹوٹ چکی ہے، وہ آخری سانسیں لے رہے ہیں، اور ملک کو دہشتگردی کی لعنت سے پاک کردینگے لیکن چند دنوں بعد مجاہدین کی طرف سے ایسا کاری وار کیا جاتا ہے کہ دنیا انگشت بدندان رہ جاتی ہے اور حکمران سر پکڑ کر ایجنسیوں پر برستے ہیں۔

پاکستان اور افغانستان کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ۔۔۔۔ مجاہدین کی مدد کریں، مجاہدین کی کاروائیوں کو کامیاب بنانے کیلئے مالی مدد کریں، ان سطور کے لکھتے وقت ملک بھر سے ایمان افروز خبریں آرہی ہیں، ماشاء اللہ مجاہدین نے مہمند ایجنسی، پشاور، کراچی، لاہور، کوئٹہ میں شاندار کاروائیاں کیں، اللہ تعالیٰ مجاہدین کی قوت میں اضافہ فرمائے اور ان قربانیوں کو ملک میں شریعت کے نفاذ کیلئے زینہ بنائے۔ آمین

پاکستانی فوج اور New World Order

تحریر از: محترمہ مریم صادق

موجودہ دور کے حالات و واقعات کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کے مسلمانوں کو ہر طرف سے گھیر کر انکی نسل کشی کی جا رہی ہے پھر چاہے وہ کافر ہوں یا مرتد، یا پھر کچھ جگھوں پر تو مسلمان اپنے ہی مسلمان بھائی کے خون کا پیاسا بنا پھر رہا ہے اور انہی بھائیوں کو قومیت پسندی اور جمہوریت کے نام پر قتل کر رہا ہے۔ پاکستان میں موجود افواجِ پاکستان ایسے ہی مسلمانوں اور مرتدوں کی ایک بہترین مثال ہے جو اپنے ہی مجاہد بھائیوں کے قتل کی ذمہ دار ہے۔ بجائے اسلام کے نفاذ میں شریک ہونے کے یہ مجاہدین کے راستے کی رکاوٹ بن کر کھڑے ہیں، پشاور، وزیرستان اور بلوچستان میں ہونے والے پاکستانی فوج کے نام نہاد آپریشنز کی آڑ میں چھپے بے رحم اور جارحانہ سلوک سے ہر ایک عالم بخوبی واقف ہے۔ آج میں قارئین کے گوش گزار ایک ایسا نظریہ پیش کرنے جا رہی ہوں جو ان مرتدوں کی حقیقت سے پردہ فاش کر دے گا اور انکے اصل مقاصد کو سمجھنے میں ہمیں مدد دے گا۔ نظریہ New World Order کی ابتدا بیسویں صدی کے شروعاتی حصے میں اس وقت نظریاتی جب Woodrow Wilson اور Winston Churchill جیسے پالیٹیشنز نے اس بات پر زور دیا کے World War I&II کے واقعات کو دیکھتے ہوئے ایک اجتماعی نظام حکومت تشکیل دیا جائے جس میں تمام ممالک کی شمولیت ہو اور یہ نظام تمام تر مذہبی تعصّبات سے بالاتر ہو کر کام کرے۔ چنانچہ اسی نظریہ کو پایہِ تکمیل تک پہنچانے کے لیے International Organizations یعنی United Nation کو 1945ء اور NATO کو 1949ء میں تشکیل دیا گیا، اسکے علاوہ رجیمیز بھی بنائی گئیں جن میں General Agreement on Tariff & Trade (1947-1994) قابل غور ہیں، یہ بات واضح رہے کہ پاکستان آج انہیں تنظیموں کا ایک حصہ ہے اور ہماری فوج کسی پالتو کتے کی طرح ان کافروں کے آگے دم ہلاتی نظر آتی ہے۔ ان تمام تنظیموں کا مقصد امن کی صورتِ حال کو برقرار رکھنا تھا لیکن درحقیقت یہ صرف ایک سازش تھی تا کہ کافر پوری دنیا پر حکومت کر سکے اور اسلامی نظام کا مکمل خاتمہ کر سکے آج مسلمانوں کے لیے یہ لمحہِ فکریہ ہے کیونکہ یہ کافر اور مرتد ایک ہو گئے ہیں اور دوسری طرف مسلمانانِ دنیا اور مجاہدین کے بیچ غلط فہمیاں بو رہے ہیں، ہمیں اس وقت ان بے دین لوگوں کی سازشوں کو سمجھ کر ان میں الجھنے کے بجائے متحد ہو کر دشمن کی سازشوں کا منہ توڑ جواب دینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اس وقت اپنے مجاہد بھائیوں کے ساتھ مل کر ان بے دین لوگوں اور انکے نافذ کردہ نظام کو نیست و نابود کر کے اسلامی شریعتی نظام کو نافذ کرنا ہوگا اور اسکے لیے جہاد واحد حل اور راستہ ہے۔ ہمیں راہِ حق کے حقیقی شہیدوں کے خون کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔ جو اپنے گھر کا سکون و آرام چھوڑ کر صرف رضائے الٰہی کی خاطر مسلمانوں کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں کے خلاف آواز اٹھاتے اٹھاتے اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ یہ یاد رہے کہ ان سب کی ذمہ دار پاکستان کی مرتد فوج بھی ہے۔

آیئے اس مرتد فوج اور دشمنانِ اسلام کا خاتمہ کرنے میں ہمارا ساتھ دیجیے۔

یہ بات واضح رہے کہ پاکستان آج انہیں تنظیموں کا ایک حصہ ہے اور ہماری فوج کسی پالتو کتے کی طرح ان کافروں کے آگے دم ہلاتی نظر آتی ہے۔ ان تمام تنظیموں کا مقصد امن کی صورتِ حال کو برقرار رکھنا تھا لیکن درحقیقت یہ صرف ایک سازش تھی تا کہ کافر پوری دنیا پر حکومت کر سکے اور اسلامی نظام کا مکمل خاتمہ کر سکے۔

> قدیم جاہلیت، بلکہ ہر دور میں اور ہر علاقے کی جاہلیت میں لوگ ایسا کرتے تھے کہ خالق ہونے میں تو اللہ کو مانتے جبکہ نظام زندگی بنانے کا حق کسی اور کیلئے ثابت کر دیتے۔ چنانچہ آئین سازی کرتے، قوانین بناتے، جو چاہتے حرام کرتے جو چاہتے حلال کر لیتے.....ایسا کرنا شرک اکبر ہے جس کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائیں گے۔ اور انسان اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس طاغوت سے بغاوت نہ کرے جو اللہ کے مقابلہ میں قانون سازی کرتا ہے۔
>
> (شرح العقیدہ الطلحاویة: الجزء الأول)

تحریک آزادی سے تحریک طالبان تک

تحریر: از مولانا قاسم خراسانی صاحب

مملکت خدادا د پاکستان کیلئے دی گئی قربانیاں رائیگاں نہیں جانے دیا جائے گا کیونکہ اس مملکت کیلئے جو قربانیاں دی گئی ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، علماء کرام کی لاشیں درختوں پر لٹکائی گئی، مجاہدین شہید ہوئے، ماؤں اور بہنوں کی عصمتیں لٹ گئیں، بچے یتیم ہوئے، بڑی بڑی جائدادوں اور املاک کو خیر باد کہا گیا، آخرکار شہداء کی قربانیوں کے نتیجے میں مملکت خداداد پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا اور یہ نعرہ بلند کیا گیا کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ۔ لیکن یہ دھوکہ ثابت ہوا یہ نعرہ فقط دکھانے کیلئے تھا درحقیقت ہوا وہی جس سے بچنے کیلئے قربانیاں دی گئی تھیں، انگریز تو چلا گیا لیکن فرنٹ پر ان کے جانشین وہ لوگ آئے جو انگریز کے سچے پکے اپنے بچے تھے، وہ تھے پاکستان کے مرتد حکمران اور ناپاک مرتد فوج، جنہوں نے محض ربنا اللہ کا نعرہ اخلاص سے بلند کرنے والوں پر وہ مظالم ڈھائے جو ان کے اباواجداد ہندوؤں اور انگریزوں نے نہیں ڈھائے تھے، یہ مظالم کسی سے پوشیدہ نہیں، ان سے دنیا والے باخبر ہے لیکن بدقسمتی سے پاکستان کے عوام اور علماء ایسے چین وسکون سے زندگی بسر کررہے ہیں جیسے کچھ ہوا ہی نہیں، اور ان علماء اور مجاہدین کا خون قیمتی خون نہیں بلکہ پانی تھا، جو گر کر رزق خاک ہوا ان کو مجاہدین کا خون اور زندانوں میں دلدوز چیخیں ہر درودیوار، شجر واحجار سے مجاہدین اور علماء کی لاشوں سے بھرے ہوئے کنوؤں سے لے کر گندی نالیوں میں ڈالے گئے، قرآن کے مقدس اوراق سے یہ اوازیں آتی ہے کہ کوئی اپنے علماء کرام، شہدا عظام اور ماؤں بہنوں کی دلی تمنائے پوری کریں اور ان ظالموں سے ہمارا انتقام لے؟ اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے ملک کے گوشے گوشے سے خالد بن ولیدؓ محمد بن قاسمؒ صلاح الدین ایوبیؒ کے بیٹے کھڑے ہوئے، وزیرستان میں کمانڈر نیک محمد شہیدؒ عبداللہ محسود شہیدؒ اور بیت اللہ محسود شہیدؒ ظہور پذیر ہوئے تو ادھر مہمند ایجنسی میں مرد مجاہد امیر محترم عمر خالد خراسانی حفظہ اللہ جبکہ سنگلاخ چٹانوں سے شیخ القرآن مولانا ولی اللہ کابل گرامی شہیدؒ کی قیادت میں مجاہدین نے علم بلند کیا اور مرتد ناپاک فوج پر ایسی کاری ضرب لگالی جس سے ہمارے شہداء کی ماؤں اور بہنوں کے کلیجے ٹھنڈے ہوگئے اور یہ عزم کیا کہ مملکت پاکستان میں شریعت مطہرہ کے نفاذ کیلئے دی گئیں قربانیوں کو رائیگاں نہیں جانے دیا جائیگا، اب بھی خالد بن ولیدؓ کے بیٹے ملک کے مختلف مقامات پر مرتد فوج اور آئی ایس آئی کے ایجنٹوں کے مقابلے میں شیروں کی طرح لڑتے ہوئے داد شجاعت دلے رہے ہیں۔ اگر یہ خون کی ندیاں سیلاب بن گئیں تو پاکستان کی اینٹ سے اینٹ بج جائے گی، ان ندیوں سے سیلاب بننے کیلئے اللہ تعالیٰ نے مہمند ایجنسی کے مرد مجاہد امیر محترم عمر خالد خراسانی کے دل میں یہ بات ڈالی اور سوات میں ہمارے ہاں ایک وفد بھیجا، بڑی خوش قسمتی کہ وہ وفد بندہ ناچیز سے ملا اور پاکستان بھر کے مجاہدین ایک امیر کے جھنڈے تلے جمع کرنے پر گفتگوں ہوئی، اس کو حتمی شکل دینے کیلئے بندہ ناچیز نے شیخ جمیل الرحمٰن نورستانی شہیدؒ کے حکم پر دیر، سوات، ملاکنڈ، بونیر، شانگلہ اور کوہستان کے علماء اور مجاہدین سے ملاقاتیں کیں، اسی اثنا میں ہم دونوں کالہ ڈھاکہ کے راستے کا بلگرام گئے اور شیخ القرآن سے ملے، ان کے مشوروں سے مستفید ہوئے اور ان سے درخواست کی کہ آپ اسی مقصد کیلئے بیت اللہ شہید کے ہاں اپنا قاصد بھیجے، واپسی پر ہم دونوں اپر دیر شیرینگل شیخ القرآن مرد مجاہد شیخ دوست محمد شہیدؒ والی امارت اسلامی نورستان کے ہاں گئے اور انہیں سے مزید مشورے طلب کیئے تو محترم شیخ دوست محمدؒ نے فرمایا کہ میں بھی قریبی مجاہدین کو آپ لوگوں کے ساتھ رابطے میں کرونگا، آپ اپنی محنت جاری رکھیں۔

ان دونوں سفروں سے واپسی پر میری تشکیل مہمند ایجنسی کو ہوئی، میرے ساتھ اس سفر میں سوات کے دو علماء کرام (اللہ پاک ان کی ہر طاغوت سے حفاظت فرمائے) محترم امیر عمر خالد خراسانی کے ساتھ ملاقات کیلئے روانہ ہوئے، آخرکار رات آٹھ بجے ہم علاقہ قندہارو مہمند ایجنسی پہنچ گئے، رات تو اندھیری تھی لیکن مجاہدین کی چہل پہل نے اندھیروں کو روشنی سے بدل دیا تھا، دن میں ایک عجیب طرح کا سرور تھا اسی رات میں امیر المجاہدین عمر خالد خراسانی صاحب سے ملاقات ہوئی وہاں پر امیر محترم کے ساتھ محترم شکیل احمدؒ، اکرام ترابی فک اللہ اسرہ اور مولوی عمر صاحب و دیگر مجاہدین تشریف فرما تھے، کافی گفتگو ہوئی اور مجاہدین کے اس دریا کو آگے بڑھانے کیلئے مختلف تجاویز پیش کی گئیں، اتفاق اس بات پر ہوا کہ وزیرستان جانا ہے، محترم امیر بیت اللہ محسود شہیدؒ کے ساتھ بات کرنی ہے آخرکار مہمند ایجنسی کی طرف سے قاری شکیل احمد حقانیؒ اور محمد اکرام ترابی فک اللہ اسرہ، جبکہ باجوڑ ایجنسی سے مولوی عمر صاحب اور ضلع سوات، کوہستان، شانگلہ، دیر، بونیر و ملاکنڈ ایجنسی سے بندہ ناچیز سمیت وزیرستان کو روانہ ہوئے۔

مہمند ایجنسی سے ہمارا یہ سفر شروع ہوا پہلی رات راستہ میں مہمند ایجنسی کے مجاہدین کے مرکز میچنئی میں گزاری دو دن ٹھہرنے کے بعد آگے سفر شروع ہوا ہم براستہ پشاور کوہاٹ روڈ وزیرستان روانہ ہوئے۔ راستہ میں ہم نے مجاہدین کیساتھ نصرت الٰہی کے کئی مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھے جیسا کہ قرآن وسنت میں اللہ تعالیٰ نے مجاہدین سے وعدے فرمائے ہیں یقیناً اسی طرح ہوا راستہ میں جب بھی چیک پوسٹ آتی تھی تو یقین جانئے کہ جب بھی ہماری گاڑی رکتی تو دشمن اندر دیکھ کر پیچھے کی طرف ہٹتا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ

اندر گاڑی میں شیر بیٹھے ہیں یقیناً مجاہدین اللہ کے شیر ہیں دریں اثنا ایک پولیس والا گاڑی کے قریب ہوا راقم الحروف نے جب اچانک اس پر نظر ڈالی تو فوراً اس نے دوسری طرف دیکھنا شروع کیا اسی طرح حال دوسری چوکی کی پولیس اور فوج کی بھی تھی ایک مرتبہ ایک سپاہی قریب آیا اور پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو ہم نے سوچا کہ شاید تلاشی لینے آیا ہے جواباً ہم نے گاڑی کا دروازہ کھولنا چاہا اس نے تو گھبراتے ہوئے کہنے لگا کہ نہیں آپ لوگ نہ اتریں جہاں بھی جانا ہے جا سکتے ہو پھر بھی ہم دروازہ کھولنا چاہتے تھے اور مسلسل دروازہ بند کرنے کا کہہ رہا تھا اس کے بعد راستہ میں ایک ہوٹل میں دوپہر کا کھانا کھایا اور عصر کے وقت ہم وزیرستان پہنچ گئے، رات ہم نے امیر محترم حکیم اللہ محسودؒ کے والد نانا صاحب کے ہاں گزاری، صبح سویرے ہم مرکز روانہ ہوئے صبح کا وقت ہم مرکز پہنچ گئے، دیکھا کہ حکیم اللہ محسود شہیدؒ گاڑی میں سوار ہو رہے ہیں، ہمیں دیکھ کر گاڑی سے اترے، ملاقات کی اور فرمایا کہ میں خیبر ایجنسی کی تشکیل پر ہوں، امیر محترم بیت اللہ محسود شہیدؒ کے ساتھ فلاں آدمی آپ کو ملائیں گے، صبح دس بجے امیر محترم بیت اللہ محسود شہیدؒ سے ملاقات ہوئی، جب اس کو ہمارے آنے کی غرض معلوم ہوئی تو فرمایا کہ یہی میرا بھی ارادہ تھا کہ اس مبارک قدم کو اٹھاوں، لیکن آپ حضرات مجھ پر سبقت لے گئے، تو اسی وقت بندہ ناچیز کو یہ اشعار یاد آ گئے۔

کہ جس کا مطلب یہ ہے کہ بھلائی کی طرف جس نے پہل کی تو فضیلت اسی کو حاصل ہوئی، لہٰذا یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے ہمارے امیر محترم عمر خالد خراسانی صاحب کے مقدر میں لکھی تھی کہ انہوں نے اتفاق واتحاد کی طرف پہلا قدم رکھا، ہم فخریہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ قدم ہم نے اٹھایا، آج بھی جب اتفاق کی بات آتی ہے تو ہمارے امیر محترم ہر قربانی کیلئے تیار ہوتے ہیں، عہدے سے دستبردار ہونے کیلئے بھی تیار ہوتے ہیں، جبکہ دوسرے لوگ اپنے عہدے سے مستعفی ہونے کیلئے ہرگز تیار نہیں ہوتے۔

بہر حال امیر بیت اللہ محسودؒ نے ہماری اس کوشش کو سراہا اور فرمایا کہ اس پیغام کو حافظ گل بہادر تک پہنچایا جائے، اس لئے ہم چار بندے شمالی وزیرستان روانہ ہوئے وہاں پر حافظ گل بہادر کے نمائندے سے ملے، انہوں نے دوسرے دن حافظ صاحب سے ملاقات کرائی، ان کے ساتھ گفت وشنید اور سوالات وجوابات کے بعد وانا وزیرستان ملا نذیر کے ہاں گئے، ان کے ساتھ بھی اس موضوع پر تبادلہ خیال کیا گیا، ان کے بعض اشکالات کی تشفی کی اور چار دن ٹھہرنے کے بعد ہم نے واپسی کا ارادہ کیا اور مشترکہ شوریٰ کیلئے علاقہ مکین کا تعین کیا گیا، تمام رہنماؤں کو فون پر اطلاع دی گئی، الحمدللہ ہماری اس جدوجہد کو اللہ رب العزت نے کامیابی سے ہمکنار کیا اور مقررہ تاریخ پر تمام پاکستانی مجاہدین سوات سے لیکر وزیرستان تک سب جمع ہوئے اور اس چمن میں ہمارے لگائے ہوئے پودوں کی آبیاری شروع کی ہم بطور تحدیث بالنعمہ فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ تحریک طالبان پاکستان کی بنیاد ہم نے رکھی اور یہ دشمن کے منہ پر ایسا زوردار طمانچہ مارا کہ مدتوں یاد رکھے گا، یہ دوسری بات ہے کہ بعد میں اس بات کے بہت سے دعویدار پیدا ہوگئے کہ تحریک کے بانی مبانی ہم ہیں، دعوے تو بہت سے لوگ کر سکتے ہیں لیکن اصل حقیقت یہی ہے جو ہم نے سطور بالا میں بیان کیا، آج دشمن بھی اس بات کا معترف ہے کہ تحریک طالبان جماعت الاحرار اول نمبر پر ہے، کمال یہ ہے کہ دشمن بھی اس کا اعتراف کریں اور یہ بھی ہمارا افتخار ہے کہ دشمن جماعت الاحرار کو اولین دشمن سمجھتا ہے اور دشمن کی زبان سے جب بار بار اپنے دشمن کا تذکرہ ہوتا ہے تو اس سے دشمن پر رعب طاری ہوتا ہے، بحمداللہ آج جماعت الاحرار دشمن کی آنکھوں کا کانٹا اور گلی میں پھنسی ہوئی ہڈی کے مانند ہے۔

واپسی پر ہم ضلع ٹانک سے ایک موٹر کار میں سوار ہوئے جی ٹی روڈ پر سامنے پولیس مبائل آئی، بدقسمتی سے ہماری گاڑی نے اس کو ٹکر ماری ہم نے سوچا کہ مصیبت میں پڑ گئے کیونکہ ہم نہتے تھے، اور لمبے لمبے بال، سروں پر مجاہدین کی خصوصی ٹوپیاں تھیں، ہمارا حلیہ مجاہدین کا اور علاقہ حکومتی تھا، اس بنیاد پر ہمارے دل میں قدری تشویش پیدا ہوئی لیکن جب ہم گاڑی سے اترے تو ہم نے باہمی مشورہ کیا کہ نرمی سے بات نہیں کریں گے، جب پولیس آفیسر ہمارے سامنے آیا تو راقم الحروف اور محترم ترابی فک اللہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے بڑی لجاجت سے کہا کہ میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں کہ اس موضوع کو آگے نہ بڑھائے، جو بھی تاوان ہو ہم دینے کو تیار ہے، ہمارا ڈرائیور گھبرایا ہوا تھا، اس نے کہا کہ تاوان کی بات چھوڑو ہمیں جانے دیا جائے کیونکہ اسے علم تھا کہ پاکستانی پولیس تاوان دینا تو دور کی بات ہے الٹا لینے کے دینے نہ پڑ جائے، ہم نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ فکر نہ کرو ہم اللہ کے راستے میں نکلے ہیں ضرور ہماری مدد فرمائیں گے، آخر کار ہم نے پولیس والوں سے پندرہ سو روپیہ لئے اور ڈرائیور کو دے دئے، ڈرائیور نے اسمان کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے اللہ طالبان کی حفاظت فرما، اس نے کہا کہ مجھے یقین ہوا کہ طالبان حق پر ہیں، کیونکہ پولیس سے تاوان لینا ناممکن ہے، یہ ضرور نصرت خداوندی ہے، تقریباً رات آٹھ بجے ہم شبقدر پہنچے اور رات قاری شکیل احمد حقانیؒ کے ہاں گزاری صبح سویرے ہم ناواگئی روانہ ہوئے، میں اور مولوی عمر صاحب نے باقی سفر جاری رکھا، اسی دن باجوڑ میں طالبان کی طرف سے حکومت پر حملہ ہوا تھا، راستہ بند تھا لیکن اللہ کے فضل سے بندہ بخیر وعافیت تالاش ضلع دیر پہنچا، سوات میں طالبان نے حکمت عملی کی بنیاد پر سقوط کیا تھا، بندہ نے ساتھیوں کو کارگزاری سنائی اور آگے کے لائحہ عمل کیلئے مولوی عبداللہ شہید المعروف پاکستان مولوی صاحب وزیرستان روانہ ہوئے جس کے نتیجے میں محترم بیت اللہ محسود شہیدؒ تحریک طالبان پاکستان کے عمومی امیر مقرر ہوئے۔

بقیہ صفحہ 21 پر

اندر گاڑی میں شیر بیٹھے ہیں یقیناً مجاہدین اللہ کے شیر ہیں دریں اثنا ایک پولیس والا گاڑی کے قریب ہوا راقم الحروف نے جب اچانک اس پر نظر ڈالی تو فوراً اس نے دوسری طرف دیکھنا شروع کیا اسی طرح حال دوسری چوکی کی پولیس اور فوج کی بھی تھی ایک مرتبہ ایک سپاہی قریب آیا اور پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو ہم نے سوچا کہ شاید تلاشی لینے آیا ہے جواباً ہم نے گاڑی کا دروازہ کھولنا چاہا اس نے تو گھبراتے ہوئے کہنے لگا کہ نہیں آپ لوگ نہ اتریں جہاں بھی جانا ہے جا سکتے ہو پھر بھی ہم دروازہ کھولنا چاہتے تھے اور مسلسل دروازہ بند کرنے کا کہہ رہا تھا اس کے بعد راستہ میں ایک ہوٹل میں دوپہر کا کھانا کھایا اور عصر کے وقت ہم وزیرستان پہنچ گئے، رات ہم نے امیر محترم حکیم اللہ محسودؒ کے والد نانا صاحب کے ہاں گزاری، صبح سویرے ہم مرکز روانہ ہوئے صبح کا وقت ہم مرکز پہنچ گئے، دیکھا کہ حکیم اللہ محسود شہیدؒ گاڑی میں سوار ہو رہے ہیں، ہمیں دیکھ کر گاڑی سے اترے، ملاقات کی اور فرمایا کہ میں خیبر ایجنسی کی تشکیل پر ہوں، امیر محترم بیت اللہ محسود شہیدؒ کے ساتھ فلاں آدمی آپ کو ملائیں گے، صبح دس بجے امیر محترم بیت اللہ محسود شہیدؒ سے ملاقات ہوئی، جب اس کو ہمارے آنے کی غرض معلوم ہوئی تو فرمایا کہ یہی میرا ابھی ارادہ تھا کہ اس مبارک قدم کو اٹھاوں، لیکن آپ حضرات مجھ پر سبقت لے گئے، تو اسی وقت بندہ ناچیز کو یہ اشعار یاد آ گئے۔

کہ جس کا مطلب یہ ہے کہ بھلائی کی طرف جس نے پہل کی تو فضیلت اسی کو حاصل ہوئی، لہٰذا یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے ہمارے امیر محترم عمر خالد خراسانی صاحب کے مقدر میں لکھی تھی کہ انہوں نے اتفاق واتحاد کی طرف پہلا قدم رکھا، ہم فخریہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ قدم ہم نے اٹھایا، آج بھی جب اتفاق کی بات آتی ہے تو ہمارے امیر محترم ہر قربانی کیلئے تیار ہوتے ہیں، عہدے سے دستبردار ہونے کیلئے بھی تیار ہوتے ہیں، جبکہ دوسرے لوگ اپنے عہدے سے مستعفی ہونے کیلئے ہرگز تیار نہیں ہوتے۔

بہر حال امیر بیت اللہ محسودؒ نے ہماری اس کوشش کو سراہا اور فرمایا کہ اس پیغام کو حافظ گل بہادر تک پہنچایا جائے، اس لئے ہم چار بندے شمالی وزیرستان روانہ ہوئے وہاں پر حافظ گل بہادر کے نمائندے سے ملے، انہوں نے دوسرے دن حافظ صاحب سے ملاقات کرائی، ان کے ساتھ گفت وشنید اور سوالات وجوابات کے بعد وانا وزیرستان ملا نذیر کے ہاں گئے، ان کے ساتھ بھی اس موضوع پر تبادلہ خیال کیا گیا، ان کے بعض اشکالات کی تشفی کی اور چار دن ٹھہرنے کے بعد ہم نے واپسی کا ارادہ کیا اور مشترکہ شوریٰ کیلئے علاقہ مکین کا تعین کیا گیا، تمام رہنماؤں کو فون پر اطلاع دی گئی، الحمدللہ ہماری اس جدوجہد کو اللہ رب العزت نے کامیابی سے ہمکنار کیا اور مقررہ تاریخ پر تمام پاکستانی مجاہدین سوات سے لیکر وزیرستان تک سب جمع ہوئے اور اس چمن میں ہمارے لگائے ہوئے پودوں کی آبیاری شروع کی ہم بطور تحدیث بالنعمہ فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ تحریک طالبان پاکستان کی بنیاد ہم نے رکھی اور یہ دشمن کے منہ پر ایسا زوردار طمانچہ مارا کہ مدتوں یاد رکھے گا، یہ دوسری بات ہے کہ بعد میں اس بات کے بہت سے دعویدار پیدا ہو گئے کہ تحریک کے بانی مبانی ہم ہیں، دعوے تو بہت سے لوگ کر سکتے ہیں لیکن اصل حقیقت یہی ہے جو ہم نے سطور بالا میں بیان کیا، آج دشمن بھی اس بات کا معترف ہے کہ تحریک طالبان جماعت الاحرار اول نمبر پر ہے، کمال یہ ہے کہ دشمن بھی اس کا اعتراف کریں اور یہ بھی ہمارا افتخار ہے کہ دشمن جماعت الاحرار کو اولین دشمن سمجھتا ہے اور دشمن کی زبان سے جب بار بار اپنے دشمن کا تذکرہ ہوتا ہے تو اس سے دشمن پر رعب طاری ہوتا ہے، بحمداللہ آج جماعت الاحرار دشمن کی آنکھوں کا کانٹا اور گلی میں پھنسی ہوئی ہڈی کے مانند ہے۔

واپسی پر ہم ضلع ٹانک سے ایک موٹر کار میں سوار ہوئے جی ٹی روڈ پر سامنے پولیس مبائل آئی، بدقسمتی سے ہماری گاڑی نے اس کو ٹکر ماری ہم نے سوچا کہ مصیبت میں پڑ گئے کیونکہ ہم نہتے تھے، اور لمبے لمبے بال، سروں پر مجاہدین کی خصوصی ٹوپیاں تھیں، ہمارا حلیہ مجاہدین کا اور علاقہ حکومتی تھا، اس بنیاد پر ہمارے دل میں قدری تشویش پیدا ہوئی لیکن جب ہم گاڑی سے اترے تو ہم نے باہمی مشورہ کیا کہ نرمی سے بات نہیں کریں گے، جب پولیس آفیسر ہمارے سامنے آیا تو راقم الحروف اور محترم ترابی فک اللہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے بڑی لجاجت سے کہا کہ میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں کہ اس موضوع کو آگے نہ بڑھائے، جو بھی تاوان ہو ہم دینے کو تیار ہے، ہمارا ڈرائیور گھبرایا ہوا تھا، اس نے کہا کہ تاوان کی بات چھوڑو ہمیں جانے دیا جائے کیونکہ اسے علم تھا کہ پاکستانی پولیس تاوان دینا تو دور کی بات ہے الٹا لینے کے دینے نہ پڑ جائے، ہم نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ فکر نہ کرو ہم اللہ کے راستے میں نکلے ہیں ضرور ہماری مدد فرمائیں گے، آخر کار ہم نے پولیس والوں سے پندرہ سو روپیہ لئے اور ڈرائیور کو دے دئے، ڈرائیور نے اسمان کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے اللہ طالبان کی حفاظت فرما، اس نے کہا کہ مجھے یقین ہوا کہ طالبان حق پر ہیں، کیونکہ پولیس سے تاوان لینا ناممکن ہے، یہ ضرور نصرت خداوندی ہے، تقریباً رات آٹھ بجے ہم شبقدر پہنچے اور رات قاری شکیل احمد حقانیؒ کے ہاں گزاری صبح سویرے ہم ناواگئی روانہ ہوئے، میں اور مولوی عمر صاحب نے باقی سفر جاری رکھا، اسی دن باجوڑ میں طالبان کی طرف سے حکومت پر حملہ ہوا تھا، راستہ بند تھا لیکن اللہ کے فضل سے بندہ بخیر وعافیت تالاش ضلع دیر پہنچا، سوات میں طالبان نے حکمت عملی کی بنیاد پر سقوط کیا تھا، بندہ نے ساتھیوں کو کارگزاری سنائی اور آگے کے لائحہ عمل کیلئے مولوی عبداللہ شہید المعروف پاکستان مولوی صاحب وزیرستان روانہ ہوئے جس کے نتیجے میں محترم بیت اللہ محسود شہیدؒ تحریک طالبان پاکستان کے عمومی امیر مقرر ہوئے۔

بقیہ صفحہ 21 پر

معرکہ ایمان ومادیات

ازمولانا ابوالحسن علی ندویؒ

برداران اسلام، قارئین حضرات اور مجاہدین کے حضور میں گذارش ہے کہ معرکہ ایمان ومادیات نامی کتاب مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی مایہ ناز کتاب قسطوار پوری کی پوری اشاعت کا ارادہ ہے اس کتاب میں موصوف نے سورۃ کہف کی تفسیر ایک منفرد انداز میں بیان کی ہے جس میں ایسے نکات بیان کئے گئے ہیں کہ پڑھ کر بے قرار دل کو سکون ملتا ہے موصوف نے اس کتاب میں مسلمانوں پر واضح کیا ہے کہ مسلمان ہو کر امتحانات کے مراحل طے کئے بغیر رضائے الٰہی کا حصول ممکن نہیں جیسا کہ اصحاب کہف نے وہ تمام امتحانات خوش اسلوبی سے پاس کئے اور آخر میں سرخرو ہو کر اپنے رب کے ہاں جنت کے مستحق قرار پائے موصوف نے اس بات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی کہ جس طرح اصحاب کہف کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور صبر استقامت کا دامن پھر بھی نہیں چھوڑا اسی طرح اصحاب رسول ﷺ کو بھی اس میں یہ پیغام دیا گیا ہے کہ ہر صورت میں حق پر ڈٹے رہیں اور باطل کے سامنے مشکلات وتکالیف کے باوجود صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھیں چونکہ آج کل کے مجاہدین بھی ایسی ہی صورت حال سے دست وگریباں ہیں لہٰذا یہ پڑھ کر مطمئن رہئے کہ ہر مشکل کے بعد آسانی ہوتی ہے بشرطیکہ ہم صبر واستقامت کو اپنا شعار بنائیں۔

(ادارہ احیائے خلافت برائے نشرواشاعت تحریک طالبان پاکستان جماعت الاحرار)

تاریخ اپنے آپ کو باربار دہراتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس دین کیلئے ابدیت اور اشاعت عام اور اس امت کیلئے بقا و دوام کا فیصلہ فرمایا ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ان تمام مرحلوں سے گزرے جن سے گذشتہ قومیں تاریخ کے مختلف زمانوں میں گزری تھیں اور اس کی دعوت کو ان تمام قدرتی اور طبعی چیزوں کا سامنا کرنا پڑے جو انسانی زندگی میں پیش آتی رہتی ہے اس کو کبھی قوت حاصل رہی، کبھی کمزوری، کبھی کثرت، کبھی قلت، کبھی موافقت، کبھی مخالفت، کبھی فتح اور کبھی ہزیمت، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر وہ جماعتیں جو دعوت کے علمبردار ہیں اور عقائد صحیحہ پر قائم ہیں سخت ترین مظالم کی شکار ہوتی ہیں ان کو ایذاءرسانی اور جلاوطنی کی طرح طرح کی قسموں کا سامنا کرنا پڑتا ہے کبھی یہ غیر مسلم حکومتوں میں ہوتا ہے اور کبھی ان حکومتوں کے زیر سایہ جن کو اسلامی حکومتیں کہا جاتا ہے اور جس کی قیادت ان لوگوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے جو کلمہ گو کہلاتے ہیں جو بڑی بڑی مسجدیں تعمیر کرتے ہیں میلاد اور شب معراج کے شاندار جلسے کراتے ہیں بہت شان وشوکت کے ساتھ عید مناتے ہیں لیکن اسی کے ساتھ وہ اسلام کی دعوت اور عقائد صحیحہ کو اپنے وجود و سالمیت اور اپنے استحکام و بقاء کیلئے اکثر جاہلی تحریکوں مشرکانہ خرافات اور ملحدانہ خیالات سے زیادہ خطرناک سمجھتے ہیں اس وقت اصحاب کہف کا قصہ سرزمین اسلام میں پھر دہرایا جاتا ہے (جیسا کہ آج کل پاکستانی حکمران ہیں)

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر وہ جماعتیں جو دعوت کے علمبردار ہیں اور عقائد صحیحہ پر قائم ہیں سخت ترین مظالم کی شکار ہوتی ہیں ان کو ایذاءرسانی اور جلاوطنی کی طرح طرح کی قسموں کا سامنا کرنا پڑتا ہے کبھی یہ غیر مسلم حکومتوں میں ہوتا ہے اور کبھی ان حکومتوں کے زیر سایہ جن کو اسلامی حکومتیں کہا جاتا ہے اور جس کی قیادت ان لوگوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے جو کلمہ گو کہلاتے ہیں جو بڑی بڑی مسجدیں تعمیر کرتے ہیں میلاد اور شب معراج کے شاندار جلسے کراتے ہیں بہت شان وشوکت کے ساتھ عید مناتے ہیں

کمزور صاحب ایمان اقلیت اور منافق وطاقتور اکثریت کے درمیاں کشمکش پھر برپا ہوتی ہے اور مسلم نوجوان اصحاب کہف کے قصہ سے دوبارہ روشنی، بصیرت اور نشاط حاصل کرتے ہیں۔ نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَيۡكَ نَبَأَهُم بِالۡحَقِّ إِنَّهُمۡ فِتۡيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمۡ وَزِدۡنَاهُمۡ هُدًى ()وَرَبَطۡنَا عَلَى قُلُوبِهِمۡ إِذۡ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالۡأَرۡضِ لَن نَّدۡعُوَ مِن دُونِهِ إِلَهاً لَقَدۡ قُلۡنَا إِذاً شَطَطا (الکھف ایت ١٣، ١٤)

ترجمہ: وہ چند نوجوان تھے کہ اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہوئے تھے ہم نے انہیں ہدایت میں زیادہ مضبوط کر دیا اور ان کے دلوں کی صبر واستقامت میں بندش کر دی وہ جب راہ حق میں کھڑے ہوئے تو انھوں نے صاف صاف کہہ دیا" ہمارا پروردگار تو وہی ہے جو آسمان وزمین کا پروردگار ہے ہم اس کے سوا کسی اور کو پکارنے والے نہیں اگر ہم ایسا کریں تو یہ بڑی بے جابات ہوگی"۔

کبھی کبھی یہ حالت اتنی سخت اور جان لیوا ہوتی ہے اور زندگی اور ایمان اور عقیدہ کو باہم جمع کرنا اس قدر محال ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے سامنے اس معاشرہ کو خیر باد کہہ دینے اور عزلت وتنہائی کی زندگی گزارنے کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہیں رہتا۔ یہ وہ حالت ہے جو صدیوں اور تاریخ کے طویل وقفوں کے بعد پیش آتی ہے لیکن نبوت محمدی نے جو تمام زمانوں کی نبوت ہے اور ہر قسم کے حالات میں ہماری مکمل رہنمائی کرتی ہے اس کی نشاندہی بھی کر دی ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

یو شك ان یكون خیر مال المسلم غنماً یتبع به شغف الجبال و مواقع القطر یفر بدینه من الفتن (رواه البخاری عن ابی سعید خدریؓ)

ترجمہ: قریب ہے کہ مومن کا بہترین مال بکریاں رہ جائیں جن کو لیکر اپنے دین کو فتنہ سے بچانے کیلئے وہ دامن کوہ میں یا کسی زرخیز وادی میں چلا جائے۔

یہ وہ موقع ہے جہاں سورہ کہف مومن کی مدد کیلئے سامنے آتی ہے اور وہ راستہ روشن کردیتی ہے۔

اب اصحاب کہف کا قصہ قرآن کی روشنی میں پیش کیا جاتا ہے یہ ایک ایسا دائرہ یا فریم ہے جس میں زندگی جیتی جاگتی اور چلتی پھرتی نظر آئے گی اور مختلف قسم کی عبرتیں اور نصیحتیں ہمیں حاصل ہوں گی۔

بت پرستی و بے قیدی کی حکومت میں

رومۃ الکبریٰ کے ایک شہر میں (جس کو آپ افیسس یا افسوس جو چاہیں کہہ سکتے ہیں) مسیحی تاریخ کے آغاز میں مادہ پرستی اور اس کے نتیجے میں علانیہ بت پرستی اور کھلی ہوئی لذت پرستی اپنے نقطہ عروج پر پہنچ چکی تھی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بت پرستی اور شہوت پرستی کا ہمیشہ اس طرح ساتھ رہا ہے جیسے کہ ان دونوں کے درمیاں کوئی خفیہ معاہدہ ہو قدیم ہندوستان کے کھنڈر اور تاریخی مقامات کی کھدائی سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے اور یونان و مصر اور عرب کے عہد جاہلیت میں بھی یہی بات نظر آتی ہے چنانچہ یہاں بھی یہ قصہ پیش آیا بت پرستی، شہوت پرستی کا تیز رو سیلاب اپنے ساتھ تمام روحانی و اخلاقی قدروں کو بہا لے گیا اور اس سلطنت کے مرکز اور قلب میں ایک ایسی خالص مادہ پرست سوسائٹی وجود میں آگئی جو ظواہر و محسوسات وقتی لذتوں اور عارضی و نقد فائدوں کے سوا کسی اور چیز کی قائل نہ تھی حکومت وقت قدرتی طور پر معیشیت کے تمام وسائل پر قابض تھی اور خوشحال و دولت مندی اور عزت و اقتدار کا سرچشمہ اور مرکز بن گئی تھی اس کے عقیدہ و رجحان کو اختیار کرنا اور اہل حکومت کی نقل ایک ایسا پل تھا جو بہت آسانی کے ساتھ حکومت و اقتدار اور عزت و جاہ کی منزل تک پہنچا دیتا تھا اس کا نتیجہ یہ تھا کہ اس کے ارد گرد موقع پرستوں اور طالع ازماؤں کا ایک مجمع لگ گیا تھا اور انسانوں کی صرف ایک قطعہ یا ایک ڈیزائن باقی رہ گیا تھا یعنی خواہش نفس کے غلام کرسیوں کے عاشق اور ریاستوں و جاگیروں پر مرنے والے۔

حکومت بھی اس عقیدہ و رجحان کو اہل ملک پر نافذ کرنے پر مصر تھی اور اس بے لگام زندگی اور بت پرستانہ نظام کی جو بھی مخالفت کرتا اس کا تعاقب کرتی کبھی اس کو زندگی کی دولت ہی سے محروم کردیتی کبھی شہری حقوق چھیننے پر اکتفا کرتی پورے ملک میں زندگی کا ایک طرز اور ایک اسلوب بن گیا تھا جو خرافات اور شہوت پسندی سے مرکب تھا اس میں کسی نئے رنگ کی گنجائش اور عقیدہ و اخلاق میں کسی تنوع کی اجازت نہ تھی اور ملک کے تمام باشندے (اپنے طبقوں، نسلوں، عمروں اور عقلوں کے اختلاف اور فرق کے باوجود) کسی مطبوعہ کتاب کی کاپی بن کر رہ گئے تھے جس کے کسی نسخہ میں کوئی کمی بیشی یا فرق نہ تھا

انقلابی مومن۔

بت پرستی کی اس ظالمانہ حکومت حیا سوز معاشرہ دہشت انگیز ماحول اور گھٹی ہوئی فضاء میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جن کے پاس حضرت مسیح علیہ السلام کی دعوت پہنچی ان کے نرم دل زندہ ضمیر اور طبع سلیم نے اس آوز پر لبیک کہا اور پھر یہ دعوت ان کے دل و دماغ نہ صرف پوری طرح چھا گئی بلکہ ان کیلئے ایمان و عقیدہ، لذت و قوت اور یقین و امر بدیہی بن گئی جس کے بغیر ان کیلئے زندگی گزارنا مشکل تھا اور جس کو وہ بڑی سے بڑی قیمت پر بھی فروخت کرنے کیلئے تیار نہ تھے خواہ اس کے بدلہ میں ان کو اپنی جان ہی سے ہاتھ دھونا پڑے یہ وہ جگہ تھی جہاں یہ کشمکش سب سے پہلے برپا ہوئی سب سے پہلے یہ کشمکش خود ان کے دلوں میں پیدا ہوئی اس کے بعد اس کے اثرات باہر تک پہنچے (اور ہوتا بھی یہی ہے کہ اس قسم کی کشمکش سب سے پہلے آدمی کے اپنے دل میں پیدا ہوتی ہے) انہوں نے حکومت کی بالکل مختلف اور متوازی سمت میں چلنا شروع کیا حکومت بت پرست تھی اور اس کے سوا کچھ اور ماننے اور سننے کی روادار نہ تھی سوسائٹی گندی تھی اور گندگی کے سوا کسی اور چیز پر راضی نہ تھی اور اس حکومت اور معاشرہ کی رضامندی کے بغیر زندگی گزارنا آسان کام نہ تھا اسباب و مسببات کا فلسفہ تہذیب اور معاشرہ کا مطالعہ اور زندگی کے آشکارا حقائق سب ان پر دباؤ ڈال رہے تھے کہ وہ حکومت اور معاشرہ کے سامنے سپر ڈال دیں اس لئے کہ کھانے کے بغیر پیٹ نہیں بھر سکتا اور کھانا بغیر روپیہ کے نہیں مل سکتا اور روپیہ صرف حکومت وقت کے پاس ہے عزت و نیکنامی صرف جاہ سے حاصل ہوسکتی ہے اور جاہ بغیر سرکاری نوکری اور افسری کے ہاتھ نہیں آتا اور نوکری صرف حکومت کے اختیار میں ہے، عافیت سکون اور سلامتی صرف زمانہ سازی اور سوسائٹی کی موافقت و حمایت میں اور یہ موافقت و اتحاد رائج الوقت عقائد اور رجحان عام کی پیروی کے بغیر ممکن نہیں یہ وہ مادی منطق اور طرز استدلال ہے جو انسانی مشاہدہ اور تجربہ پر مبنی ہے اور اس طرح کے تمام معاملات میں یہی نفسیات کارفرما نظر آتی۔

لیکن یہ لوگ بظاہر اس کھلی ہوئی اور صاف منطق کی بھی مخالفت کرتے ہیں جو اس کے داعیوں اور حامیوں کی نگاہ میں دو دو چار کی طرح یقینی اور آسان ہے وہ اپنے ایمان و عقیدہ سے رہنمائی اور مدد حاصل کرتے ہیں اور اس وقت ان کی دور رس و عمیق نگاہ حاضر و موجود کے پردوں کو چاک کرکے بہت آگے پہنچتی ہے اور ان کے سامنے وہ نقشہ آتا ہے جو شہود سے ماوراء ہے وہ دیکھتے ہیں کہ ان اسباب و وسائل کے سوا جن پر یہ حکومتیں قابض ہیں اور اس کو سوسائٹی کے تصرف میں نظر آتی ہیں ایک سبب اور ہے اور وہ ارادہ الٰہی ہے جس نے خود ان اسباب کو پیدا کیا ہے اور تنہا اسی کی مشیت پردہ کے پیچھے سے اس کو چلا رہی ہے۔ (جاری ہے)

چیدہ چیدہ

حالات واقعات اور تجربات سے ثابت ہے کہ روس اور پاکستانی حکمرانوں اور اس میں نافذ نظام اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ دونوں کے درمیاں کافی مماثلت پائی جاتی ہے اور ایک دوسرے سے ہرگز مختلف نہیں کیونکہ جب روس نے افغانستان پر اپنے کٹھ پتلیوں کے توسط سے حملہ کیا تو روسی افواج نے اپنے مخالفین کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے گروہ درگروہ لاکھوں اور ہزاروں کی تعداد میں انسانوں کو بیک وقت قتل کر دئے، کسی کو کفن دفن کئے بغیر، ہرطرف زمین پر بکھرے پڑے گلے سڑے لاشیں، گویا کہ یہ لاشوں کا شہر ہے چارسو نظر آرہے تھے، ایک اندازے کے مطابق افغانستان میں افغان مقتولین کی کل تعداد پندرہ لاکھ سے زائد ہے یہ اعداد شمار تو ہر خاص وعام کے نزدیک مسلم ہے البتہ مال مویشیوں اور جانوروں کی ہلاکتوں کی طرف تو کسی نے توجہ ہی نہیں دی ہے حالانکہ یہ چشم دید واقعات ہیں کہ روسی افواج جب کسی کاروائی کی غرض سے اپنے بیرکوں سے نکلتی تو جاتے ہوئے راستے میں انسانوں اور جانوروں کو دیکھتے ہی گولیوں سے بھون ڈالتی کسی بھی گھر و دیوار کو کھڑے رہنے نہیں دی بلکہ بارودی بموں سے گھروں اور آبادیوں کو فوراً مسمار کر دیتی طویل فاصلہ پر مار کرنے والا روسی ساخت سکاڈ نامی میزائل اور جیٹ جہازوں سے گرائے جانے والے نیپال بموں نے شہروں اور قصبوں کو ایسا ویراں کر کے رکھ دیا کہ ان قصبوں اور شہروں پر گزرتے ہوئے انتہائی خوف محسوس ہوتا تھا کیونکہ ان کے نزدیک کل دشمن تھے، چاہے وہ کوئی بھی زندہ سر یا گھر و دیوار کیوں نہ ہوں۔ اس روسی جنگ میں ہزاروں افراد ابھی تک لاپتہ ہیں جن کے اہل خانہ تیس سال گزرنے کے باوجود شب روز بسر کرا نتظار کر رہے ہیں، اس جنگ سے متاثر افغان معاشرہ میں وہ تمام نشانیاں کسی نہ کسی صورت میں ہر جگہ دیکھنے کو ملتی ہیں۔

روسی صدر بریژنیف اور گورباچوف نے یہ طریقہ اپنے قائدین سے سیکھا تھا، کارل مارکس یہودی کا شاگرد خاص لیلن ۱۹۱۷ء کو روسی سرخ انقلاب لانے میں وقتی طور پر اس لئے کامیاب ہوا کہ اس کا کہنا تھا کہ اگر دنیا میں ادھے سے زیادہ انسانوں کو قتل کیا جائے تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ زندگی پھر بھی رواں دواں رہے گی، اس نظریہ کی بنیاد پر اس نے بیس لاکھ لوگوں کو قتل کیا، اس میں گیارہ لاکھ صرف مسلمان شہداء ہیں باقی وہ لوگ ہیں جو نظریہ سٹالن ولیلن کے مخالف تھے مساجد و مدارس کو مسمار کر کے زمین بوس کر دئے گئے یا پھر ان عمارتوں کو سینماؤں اور کنسرٹ ہالوں میں تبدیل کیے گئے، غرض یہ کہ دنیا کا مروجہ نقشہ ہی بدل ڈالا موجودہ پاکستان بھی وہی لیلن وسٹالن کی تصویر ہے وہ ملک خداداد جو اسلامی نظریہ کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا روز اول سے روس کی طرح اسلام دشمنی میں پیش پیش ہے یہاں تک کہ نئے قانون کی رو سے کسی بھی موقع پر لفظ کافر کا بولنا بھی جرم قرار دیا گیا ہے بہت سے مدارس ومساجد کو تالے لگا دیئے گئے ہیں، اسلام اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے مختلف ناموں سے آپریشنوں کا اعلان کرتے رہتے ہیں، یکم اگست ۲۰۱۵ء کو میڈیا رپورٹ کے مطابق ۲۰۰۱ سے لے کر ۲۰۱۵ء تک افواج پاکستان کے ہاتھوں ساٹھ ہزار سے زائد افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں اگر چہ حالات وواقعات اس بات کو ماننے کی اجازت نہیں دیتی بلکہ یہ اعداد وشمار لاکھوں میں ہیں کیونکہ حکومتیں عموماً اپنے جرائم کو چھپانے کی کوشش کرتی ہیں، ہزاروں کو خفیہ جیلوں میں رکھا گیا ہے اور ہزاروں کو جیلوں سے نکال کر جعلی مقابلوں میں شہید کئے جارہے ہیں، جس کی زندہ مثال روس کے ماسوا کسی بھی ملک میں نہیں پائی جاتی۔

مجاہدین کے وار سے بچنے کیلئے نیشنل ایکشن پلان تشکیل دیا گیا اس کی ممکنہ کامیابی کیلئے تمام تر بوجھ عوام پر ڈال دیا تا کہ حق و باطل کی اس جنگ میں بے خبر عوام کو بھی دھکیلا جائے جب کہ دوسری طرف نیشنل ایکشن پلان میں تعاون نہ کرنے والوں کو دہشت گردوں کی لسٹ میں شمار کیا جاتا ہے، طالبان کے خلاف آپریشن کے نام پر قبائلی ایجنسیوں میں گولہ باری کے وقت مساجد و مدارس کو نشانہ بنانے میں ہمیشہ اولیت دی گئی جس میں قرآن وحدیث اور دیگر اسلامی کتابوں کی بے حرمتی کی گئی، قبائلی غریب عوام کے گھروں پر بے دردی سے بمباری کی گئی کہ دیکھنے والے کو ورطہ حیرت میں مبتلاء کر دیتی ہے گویا یہ عوام کسی فرعون کی اولاد ہوں ۔

آپریشن شروع کرنے کیلئے ایسا موقع تلاش کیا جاتا ہے کہ جب فصلوں کی کٹائی کا مہینہ ہو جو قبائلی عوام کا سب سے بڑا اثاثہ ہے آپریشن کے نام پر زمین میں فساد پھیلانے والی فوج بمباری وگولہ باری میں عوام کو بھی نیم طالبان یا کل دشمن کا نام دیکر شہید کروا دیتے ہیں، فوجی آپریشن میں جانی نقصان سے بچنے کی

خاطر محفوظ علاقوں میں منتقل ہونے والے نہتے عوام کو گرفتار کر کے موقع پر ہی شہید کر دیئے گئے اس پر آئی ایس پی آر اعلان کرتا ہے کہ مہمند ایجنسی میں دو سو ساٹھ دہشت گردوں کو ہلاک کیا گیا اس تمام تر عوامی جانی و مالی نقصانات کو پوشیدہ رکھنے کیلئے میڈیا کیمرے بھی اندھے ہو چکے ہیں جبکہ صحافیوں کی زبان کو بھی تالا لگا دیا ہے کسی نے آہ تک نہیں کی گویا کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

جنوبی وزیرستان سے لیکر چترال تک فوجی کاروائیوں میں سینکڑوں ویراں کھنڈرات، اجڑی بستیاں اس بات کا واضح اور منہ بولتا ثبوت ہیں جسے ہرگز نہیں بھلایا جا سکتا جس طرح کہ افغانستان میں روسی تجاوز کے وقت سارا افغانستان انسانوں سے خالی ایک بدنما کھنڈر بن چکا تھا بالکل اسی طرح آج کل اس منحوس فوج کے ہاتھوں بھی قبائلی ایجنسیاں کھنڈر کھنڈر ہی کی تصویریں پیش کر رہی ہیں جس میں نہ تو دور دور تک کہیں انسان نظر آتا ہے اور نہ ہی کوئی جانور، اب جبکہ پاکستان مزید مشکلات میں گھرا ہوا ہے تو مسلمانوں کے جذبات کی پرواہ کئے بغیر روس کے ساتھ وہ پوشیدہ راز باز بدستور سرعام رسوا ہوتا ہوا منظر عام پر آ رہا ہے۔

الیکشن ۲۰۱۸ء اور سیاستدانوں کے بے جا توقعات

رواں سال تو ۲۰۱۷ء ہے مگر پاکستان میں سیاستدانوں کی برہمی اور بے جا توقعات قابل دید ہیں ہر کوئی اپنی اہلیت و قابلیت کو دیکھئے بغیر یقین کامل سے کہتے رہتے ہیں کہ ۲۰۱۸ء میں ہماری حکومت ہوگی، جبکہ انٹرنیشنل ری پبلکن انسٹیٹیوٹ اور فار پبلکن اوپینیئن اداروں نے دیگر سیاستدانوں کی مقبولیت وعدم مقبولیت کا اعلان کیا جس کی رو سے کینیڈین ملا طاہر قادری کو ۷۰ فیصد ناپسندیدہ اور بے یارو مددگار بیچارے زرداری کو ۸۰ فیصد ناپسند شخصیت قرار دیکر ظاہر کیا گیا ہے، لیکن خصوصی طور پر نواز کا حوصلہ بڑھاتا ہوا سروے میں مذکورہ ادارے لکھتے ہیں کہ عوام کے نزدیک نواز شریف کی مقبولیت ۶۳ فیصد اور فوج پر ۹۷ فیصد اعتماد کا اظہار کیا جاتا ہے جبکہ دوسری طرف ۴۷ فیصد عوام خود کو محفوظ سمجھنے کا بھی عندیہ دے چکے ہیں۔

اگر غور کیا جائے تو یہ سب دعوے سراسر جھوٹ اور بے بنیاد پروپیگنڈے ہیں جو کہ مسلمانوں اور خصوصاً پاکستانی عوام کے خلاف ایک منفی سوچ کا آئینہ دار رپورٹ ہے، آپ ہمارے اس دعویٰ کو ہرگز بے بنیاد نہ سمجھیں کیونکہ عملاً عوامی سطح پر ان میں سے کسی کی مقبولیت دیکھنے میں نہیں آئی البتہ عوام کے اندر موجودہ حکمرانوں اور فوج کی عدم مقبولیت کے اسباب وعوامل مختلف ہیں کوئی تو مہنگائی بجلی لوڈشیڈنگ، اشیائے خورد ونوش کی قلت، یا پھر چوروں لٹیروں کے ہاتھوں یا جاگیرداروں، غاصبوں اور غنڈوں کے خوف سے نالاں ہیں تو دوسری طرف مسلمانوں کے ہاں بھی نامقبول اشخاص ہیں کیونکہ اسلام کی رو سے کسی شخصیت کی مقبولیت کا راز اللہ کے نزدیک تقویٰ پر منحصر ہے اگر دیکھا جائے تو نواز شریف اور فوج میں تقویٰ کے بجائے ظلم، تشدد، مسلمانوں کے قتل عام، اسلامی تحریکوں کو کچلنا، کفار کی بالادستی کیلئے کوشش، امریکہ روس چین برطانیہ وغیرہ کفری ممالک کو مسلمانوں کے خلاف ابھارنا، بے رحمی، کافروں کی غلامی، وحشیانہ کردار، منافقانہ رویہ، چوری، فحاشی وعریانی کو فروغ دینا ان سب کا شیوہ ہے۔

ملک میں دن دہاڑے چوروں کا راج، زندہ انسانوں کی گمشدگی کا بازار ہر وقت گرم رہتا ہے، کسی کی جان ومال محفوظ نہیں، ان نقصانات کے باوجود کراچی میں نواز نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جو لوگ طیاروں اور ہیلی کاپٹروں پر سفر کرتے ہیں وہ سڑکوں کی اہمیت کو کیا جانے؟ مگر یہ بھول گیا کہ خود تو سو کروڑ سے زائد رقم قومی خزانے سے نکال کر غیر ملکی دوروں کی نظر کر دی، لندن میں قیمتی فلیٹوں کو کس طرح قوم کا مال چھپا کر خریدا، تو پھر ایسے لوگوں کو کیسے مقبول اشخاص شمار کئے جا سکتے ہیں، اور کیا عقل سلیم اس کی مقبولیت کی اجازت دیتی ہے؟ اگر نواز شریف اہل وطن کے نزدیک مقبول شخص ہوتا تو فاٹا قبائلی علاقوں میں بے گناہ اور نہتے عوام پر گولہ باری و بمباری کیلئے تمام سیاستدانوں کو ایک ہی فلیٹ فارم پر جمع کرنے کیلئے نہ اکساتا، پاناما لیکس میں اربوں ڈالر کی چوری کی نشاندہی کا عمل بھی نہ ہوتا اسی طرح اگر فوج پر لوگوں کا اعتماد ہوتا تو طالبان کی طرف سے حملوں میں طالبان کو ناکامی کا سامنا ہوتا بلکہ برعکس پاکستانی فوج اور دیگر تمام سرکاری اہل کاروں نے تمام تر عوامی اعتماد کھو دیا ہے پولیس پر اعتماد ہے اور نہ فوج پر۔ کئی مرتبہ رینجرز نے خوف کے مارے بے گناہ راہگیروں کو گولیوں سے بھون ڈالا تو کہیں بچوں پر فائرنگ کھول دیا، ایک تازہ واقعہ یہ بھی سامنے آیا کہ اسلام آباد پولیس نے ایک بے گناہ ڈرائیور جس کا نام تیمور تھا پر فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا اور ملوث اہلکاروں نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے راہ فرار اختیار کی، جس میں وہ کامیاب بھی ہوئے اب جبکہ صورتحال یہ ہے تو پھر ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو در کنار مخلوق کے ہاں بھی مقبول نہیں ہو سکتے۔

> پھر اس نے اپنی کینچلی اتار دی تو شیطان اس کے پیچھے لگا اور وہ گمراہوں میں سے ہو گیا (سورہ الاعراف)

قسط پنجم

آئین پاکستان ۱۹۷۳ء مملکت خداد کیلئے دی گئی قربانیوں کی منزل مقصود!
یا
ان قربانیوں پر؟؟؟؟؟

تحریر از: مفتی ابو ہریرہ حفظہ اللہ تعالیٰ

مسلمانان پاکستان کو روز اول سے حکومت کی طرف سے یہ دھوکہ دیا گیا ہے کہ آئین پاکستان ۱۹۷۳ء ایک اسلامی آئین ہے اور ملک میں کوئی قانون بھی خلاف اسلام نہیں۔ جس کی وجہ سے ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا۔ آیئے سب سے پہلے ان آرٹیکلز (دفعات) کا ذکر کرتے ہیں جن کی بنیاد پر مذکورہ بالا دعویٰ بڑے زور و شور سے کیا جاتا ہے۔ پھر آئین پاکستان ۱۹۷۳ء سے اس دعویٰ سے متصادم دفعات کا ذکر کرتے ہیں اور اسلامی جمہوری نام کی بھی تشریح کرتے ہیں اور آخر میں ایک ملک کے اسلامی ہونے کیلئے چند قواعد بیان کرتے ہیں جن سے روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ حکومت پاکستان اور آئین پاکستان اسلامی نہیں ہے۔ اور نہ اس قانون کی تنفیذ کیلئے لڑنی والی فوج، پولیس وغیرہ اسلامی فوج و پولیس ہیں۔ اور نہ یہ وہ ملک ہے جس کے حصول کیلئے دی گئی تھیں۔ مترجم ڈاکٹر صفدر محمود اپنی ترجمہ شدہ کتاب ''آئین پاکستان ۱۹۷۳ء'' کے صفحہ ۵۷ پر آئین کے نمایاں خصوصیات کے عنوان کے ذیل میں لکھتا ہے'' پاکستان کے نئے آئین ۱۹۷۳ء کو اس لحاظ سے اسلامی قرار دیا جاتا ہے کہ اس میں مملکت کا سرکاری مذہب اسلام قرار دیا گیا ہے علاوہ ازیں دستور میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ ملک میں کوئی قانون بھی خلاف اسلام نہیں بنایا جائے گا اور موجودہ قوانین کو بھی قرآن وسنت کے قالب میں ڈالا جائے گا۔۔۔۔ صدر مملکت کیلئے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ مسلمان ہوتا کہ ملک کا سربراہ اسی مذہب کا پیرو ہو جو مملکت کا سرکاری مذہب ہے دستور کی ان شقوں کی روشنی میں یہ کہا جاتا ہے کہ پاکستان کا دستور اسلامی ہے'' (آئین پاکستان کا اردو ترجمہ ص۵۷)

> اور اللہ نے تم (مومنوں) پر اپنی کتاب میں (یہ حکم) نازل فرمایا ہے کہ جب تم (کہیں) سنو کہ اللہ کی آیتوں سے انکار ہو رہا ہے اور اُن کی ہنسی اڑائی جاتی ہے تو جب تک وہ لوگ اور باتیں (نہ) کرنے لگیں اُن کے پاس مت بیٹھو ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو جاؤ گے۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں، سب کو دوزخ میں اکٹھا کرنے والا ہے۔

یہ دفعات مذکورہ کتاب میں اس ترتیب سے مذکور ہیں (۱) اسلام پاکستان کا (مملکتی state) سرکاری مذہب ہوگا ص۴۵''

(۲) پاکستان کے صدر کے انتخاب کیلئے درج ذیل شرائط رکھی گئی ہیں، وہ مسلمان ہوگا، عمر ۴۵ سال سے کم نہ ہو، قومی اسمبلی رکن منتخب ہونے کا اہل ہو یعنی قومی اسمبلی کی رکنیت کی شرائط پوری کرتا ہو۔

(۳) موجودہ قوانین کو قرآن وسنت کے طے شدہ اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالا جائے گا اور ان اصولوں سے متصادم ہونے والا کوئی قانون منظور نہیں کیا جائے گا ص۱۴۲ مادہ ۱-۲۲۷۔

ڈاکٹر صفدر محمود ''تعارف'' کے عنوان کے ذیل میں لکھتے ہیں، پاکستان ایک وفاقی جمہوریہ ہوگا جسے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام سے پکارا جائے گا اور اب اس آئین میں اس کا ذکر پاکستان کے نام سے کیا جائے گا (ص۴۵)

اس دعویٰ سے اسی آئین ۱۹۷۳ء میں چند متصادم دفعات

(۱) آرٹیکل گیارہ کے مطابق پاکستان میں غلامی کا کوئی وجود نہیں ہے اور نہ اسے رائج کرنے کیلئے کسی قسم کا کوئی قانون بنایا جاسکتا ہے (آئین پاکستان ۱۹۷۳ء ص۴۸) اس مادہ کا قرآو سنت سے مخالف ہونے کے دلائل اسی مجلّہ کے گذشتہ اقساط میں مکمل اور مدلل بحث ہو چکی ہے۔

(۲) دستور کے تحت کسی ایسے فعل کی وجہ سے بھی سزا نہیں دی جاسکتی جو ارتکاب کے وقت جرم نہ ہو (آئین پاکستان ۱۹۷۳ء ص۴۹)

یہ مادہ اپنی ذات اور نوعیت میں صریح البطلان ہونے کی وجہ سے قرآن و سنت سے کسی دلیل کا محتاج نہیں صرف قارئین کی توجہ کیلئے چند مثالیں پیش کرتا ہوں (۱) زنا بالرضاء اس لئے جرم نہیں کہ قانون میں اسے جرم نہیں کہا گیا ہے حالانکہ زنا کرنا تو دور کی بات ہے قرآن نے تو زنا کے دواعی (اسباب) سے بھی منع فرمایا (۲) زنا بالجبر کیلئے سزا شرعی سزا پر قانون میں پابندی ہے (۳) شراب پینے والوں کیلئے کوئی شرعی سزا نہیں ہے (۴) چور سے ہاتھ کاٹنا وحشی قانون تصور کرتے ہیں (۵) ڈاکوؤں کا ہاتھ پاؤں کاٹنا حقوق بشر کا خلاف قانون ہے۔

یہ بہت مضحکہ خیز نہیں تو اور کیا؟ کہ قانون کو قرآن وسنت کے مطابق قانون بنانا ہے یا کہ قرآن وسنت اور اللہ و رسول ﷺ کا مذاق اڑانا ہے۔ العیاذ باللہ۔

(٦) فلمیں، ڈرامے بنانا، سٹیج شو دکھانا، گانا بجانا، وغیرہ کوئی جرم نہیں حالانکہ شریعت میں یہ کبیرہ گناہوں میں داخل ہیں (۷) عورت کو مرد کے مساوی کرنا جیسا کہ عورت صدر یا وزیر اعظم یا رکن پارلیمنٹ بن سکتی ہے، بغیر محرم کے اندرون ملک اور بیرون ملک سفر کرسکتی ہے (۸) سودی بینکاری اور سودی کاروبار کوئی جرم نہیں حالانکہ سود لینا دینا کھانا اللہ و رسول ﷺ کیساتھ جنگ کرنے کے مترادف ہے (۹) شریعت کی تنفیذ

کیلئے آواز اٹھانا جرم ہے۔ حالانکہ یہ مقصد زندگی اللہ ورسول ﷺ کا قانون ہے (۱۰) جہاد فی سبیل اللہ کرنا اللہ کا حکم ہے اور رسول ﷺ کا عمل ہے آئین پاکستان میں جہاد دہشت گردی ہے

(۳) اس کے علاوہ اس آئین میں یہ بھی ہے کہ کسی فرد سے ایسے مذہب کیلئے ٹیکس نہیں لیا جائے گا جو اسے ناپسند ہو اور نہ ہی ایسا ٹیکس نافذ کیا جائے گا جس کی آمدنی سے ایسے مذہب کی تبلیغ مقصود ہو جو اس کا اپنا مذہب نہ ہو (ص۵۰)

شریعت مطہرہ کی رو سے جو غیر اسلامی مذاہب کے لوگ ایک اسلامی ملک میں رہنا چاہتے ہوں تو وہ یا تو ایمان قبول کریں گے اور یا اسلامی شریعت کے مطابق باہر کی زندگی بنا کے اسلامی ریاست کے امیر کو جزیہ (ٹیکس) دیں گے، ان دونوں کے علاوہ تیسرا راستہ اسلامی ملک میں جہاد کا ہے پاکستان میں یہ تینوں نہیں ہیں، اور غیر مسلم خوشی اور آزادی سے اس اسلامی ملک میں رہ رہے ہیں، کیا یہ اسلام کے اصولوں کے مطابق قانون ہے؟

(۴) پاکستان کے آئین کے تمام شہریوں کو یکساں درجہ دیکر تمام امتیازات ختم کر دیئے ہیں، ملک کے تمام شہری قانون کی نگاہ میں برابر ہیں اور ان میں کسی بنیاد پر بھی کوئی تمیز روا نہیں رکھی جائے گی، اس آرٹیکل نمبر ۲۵ ص۵۱ نے جنسی امتیاز بھی ختم کر دیا ہے اور عورتوں مردوں کو بحیثیت شہری یکساں درجہ دیا ہے، موجودہ دستور میں خواتین کو مردوں کے برابر حقوق دیے گئے ہیں اور ان پر سے مرکزی اعلیٰ ملازمتوں کے ضمن میں وہ پابندی اٹھالی گئی ہے جو پہلے عائد تھی، مثلاً اس سے پہلے خواتین سول سروس یا فارن سروس میں جانے کی مجاز نہیں تھی، لیکن اب یہ پابندی ختم کر دی گئی ہے، پاکستان میں پہلی بار موجودہ دستور (آئین پاکستان ۱۹۷۳ء) نے خواتین کو مردوں کے برابر حقوق دئے ہیں ص۴۰۔

اسلامی ملک میں مسلمان اور غیر مسلم کی زندگی بھی یکساں نہیں ہے بلکہ مسلمان اسلامی اصولوں میں زندگی گزار کر شریعت میں آزاد ہوتے ہیں اور غیر مسلم چند پابندیوں میں زندگی گزاریں گے (۱) مثلاً غیر مسلموں کے مخصوص رنگ کے کپڑے ہونگے (۲) اپنی سواری پر سفر نہیں کریں گے (۳) حکومت میں وظیفہ نہیں دیا جائے گا (۴) اپنے منسوخ دین کی اشاعت کیلئے برملا جلسے وغیرہ نہیں کریں گے اور نہ برملا دعوت دینگے (۵) اپنے ساتھ اسلحہ نہیں رکھیں گے وغیرہ۔ یہ ان غیر مسلموں کیلئے ہیں جو اسلامی ریاست کو جزیہ (ٹیکس) دیتے ہیں اور جب ٹیکس نہیں دیں گے تو ان کیلئے اسلامی ملک میں رہائش کا حق نہیں ہے۔ اسی طرح مرد اور خواتین کے حقوق میں بھی فرق ہے (۱) مرد حکومت اسلامیہ کے ہر شعبہ میں حصہ لے سکتا ہے جبکہ خواتین کو یہ اختیار حاصل نہیں (۲) مرد آزادانہ طور پر ہر جگہ جا سکتا ہے جبکہ خواتین اپنے محارم کے بغیر تین دن کے سفر کی مسافت پر نہیں جا سکتی، حتیٰ کہ حج کیلئے بھی نہیں۔

عوام کو دھوکہ دینے کیلئے سود کے دو قسم اصول بنائے ہیں (۱) سودی کاروبار جتنی جلدی ممکن ہو ختم کیا جائے گا ص۵۶، اور اس سے چند سطر پہلے اصول بنایا ہے کہ تمام ملازمین کیلئے بیمہ لازمی قرار دیدیا جائے گا ص۵۵، ایک اسلامی ملک میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ ایک دن کیلئے سود کو حلال کرے، چہ جائکہ پاکستان بننے سے لیکر آج تک سود حلال ہے اور اسے حرام قرار دینے کیلئے کسی بھی سیاسی پارٹی یا مذہبی سیاسی پارٹی یا اسلامی نظریاتی کونسل نے آواز اٹھانے کی زحمت بھی نہیں فرمائی اور اسے قرآن وسنت کے مطابق حرام ٹھہرانے کیلئے جو طریقہ رائج ہے اس کا بھی اسلامی ملک میں تصور نہیں کیا جاتا کیونکہ اسلامی ملک میں وہ تمام چیزیں حرام ہونگی جو قرآن وسنت میں حرام ہو اور وہ تمام چیزیں حلال ہونگی جو شریعت مطہرہ میں حلال ہو کسی حرام کو حرام ٹھہرانے کیلئے چند سیکنڈ کیلئے بھی وقت نہیں دیا جا سکتا کیونکہ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اس چند سیکنڈ میں اس متفق علیہ حرام چیز کو حلال سمجھا گیا اور ایسا کرنا یا اس کا عقیدہ رکھنا کفر ہے اور پھر جو طریقہ جمہوری ممالک میں کسی چیز کو حلال بنانے یا حرام ٹھہرانے کیلئے وضع کیا گیا ہے وہ بھی پڑھیں۔

پارلیمنٹ کے اختیارات وفرائض:

پاکستان کے آئین میں قانون سازی کے امور کو دو فہرستوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے، ایک کا نام وفاقی قانون سازی کی فہرست federal legislative list اور دوسری کا نام متصلہ امور کی فہرست یا مشترکہ امور کی فہرست concurrent legislative list ہے۔

دستور کے مطابق پارلیمنٹ کو مرکزی قانون سازی کی فہرست پر قانون سازی کا مکمل اختیار حاصل ہے، جہاں تک مشترکہ امور کی فہرست کا تعلق ہے تو ان امور کے متعلق مرکزی اور صوبائی دونوں کو قانون سازی کا اختیار حاصل ہے، قانون سازی، پارلیمنٹ کا سب سے اہم فرض اور اختیار قانون سازی ہے۔۔۔۔ ۱۹۷۳ء کے اصل آئین کے مطابق اگر کسی بل کا تعلق اس فہرست کا حصہ اول سے ہو تو وہ ہمیشہ قومی اسمبلی سے شروع ہوگا اور کثرت رائے سے پاس ہو جانے کی صورت میں سینیٹ کے سامنے پیش کیا جائے گا، سینٹ یا تو اسے نوے دن کے اندر اندر پاس کر دے گی یا نامنظور کر کے واپس بھیجوا سکتی ہے، اگر ان دونوں میں سے کوئی بھی صورت نہ ہو تو نوے ایام کے گزر ہوتے ہی یہ تصور کر لیا جائے گا کہ بل پاس ہو چکا ہے، اگر سینیٹ بل نامنظور کر کے یا اس میں کوئی تبدیلی کر کے قومی اسمبلی کو واپس بھیج دے تو قومی اسمبلی اس پر دوبارہ غور کریگی اور اگر اب اسے قومی اسمبلی پاس کر دے تو بل صدر مملکت کو منظوری کیلئے پیش کیا جائے گا اگر اس معاملے میں بھی کوئی الجھن ہو کہ کیا اس بل کا تعلق فہرست کے حصہ اور سے ہے یا نہیں تب بھی صدر مملکت ہی فیصلہ دینگے جن کا فیصلہ آخری ہوگا، جب بل منظوری کیلئے صدر مملکت کو پیش کیا جائے گا تو وہ سات دن کے اندر اندر منظوری دینگے وگرنہ سات دن گزرنے کے بعد خود بخود قانون بن جائے گا۔

طریقہ دوم: وفاقی قانون سازی کی فہرست کا حصہ دوم یا مشترکہ امور کی

قانون سازی کی فہرست میں دیئے گئے امور کے متعلق بل اور مسودات کا آغاز کسی بھی ایوان سے ہوسکتا ہے اور وہاں منظوری کی صورت میں بل دوسرے ایوان کو بھیج دیا جائے گا، دوسرا ایوان اگر اسے منظور کرے تو بل صدر مملکت کو بھیج دیا جائے گا جو سات آیام کے اندر اندر منظوری دینگے۔

اگر دوسرا ایوان نوے دن کے اندر بل منظور کرے یا اس سے قبل نامنظور کر کے واپس بھیج دے تو پہلے ایوان کی درخواست پر دونوں ایوانوں کا مشترکہ اجلاس بلایا جائے گا جس میں اس بل پر غور کیا جائے گا یہ اجلاس صدر مملکت بلائے گا، اگر اب بل کو دونوں ایوانوں کے کل ممبران کی اکثریت پاس کر دے تو اسے منظوری کیلئے صدر مملکت کی خدمت میں پیش کیا جائے گا، جو سات یوم کے اندر منظوری دیں گے یہ طریقہ کار ۷۳ کے آئین میں دیا گیا تھا، اب اس میں تبدیلی آچکی ہے وہ تبدیلی بھی ملاحظہ فرمائیں:

۱۹۸۵ء آٹھویں ترمیم کے ذریعے اب یہ طریقہ آسان بنادیا گیا ہے، چنانچہ اب مرکزی قانون سازی کی فہرست یا مشترکہ فہرست سے متعلقہ امور کے بارے میں قومی اسمبلی یا سینیٹ دونوں میں سے کسی میں بھی پیش کیا جاسکتا ہے، جب یہ ایوان بل کو اکثریت رائے سے پاس کر دے تو بل دوسرے ایوان میں بھجوا دیا جائے گا، اگر وہ ایوان بل کو کسی ترمیم کے بغیر پاس کر دے تو بل صدر مملکت کو دستخطوں کیلئے پیش کر دیا جائے گا، جب بل دوسرے ایوان کو بھیجا جائے اور وہاں نوے آیام کے اندر اندر پاس نہ ہو یا مسترد ہو جائے یا اس میں ترمیمات کر دی جائے تو جس ایوان سے بل شروع ہوا تھا اس کی درخواست پر یہ بل مصالحت کمیٹی mediation committee کے سپرد کیا جائے گا، جب بل مصالحت کمیٹی کو بھجوایا جائے تو وہ کمیٹی نوے آیام کے اندر اندر ایک ایسا قابل قبول بل بنائے گی جو دونوں ایوانوں سے منظور ہوسکتا ہو، پھر اس بل کو علیحدہ علیحدہ دونوں ایوانوں میں پیش کیا جائے گا اور منظوری کے بعد دستخطوں کیلئے صدر مملکت کو بھجوایا جائے گا، جو وہ تیس دنوں کے اندر اندر اس کی منظوری دینگے۔

بہرکیف اس طریقہ سازی کو ربا سمیت دوسرے احکامات پر منطبق کرتے ہیں کسی مذہبی رکن قومی اسمبلی نے ربا کی حرمت وغیر قانونی کے بارے میں قرآن وسنت سے مدلل و مبرہن بل سپیکر کے ذریعے قومی اسمبلی کے سامنے پیش کیا اب بل کی منظوری اور نامنظوری کے بارے میں بحث شروع ہوئی کسی نے کہا کہ سود حرام اور (غیر قانونی) ہونا چاہئے اور کسی نے کہا کہ حلال یعنی (قانونی) ہونا چاہئے اب شق ثانی کا حکم ظاہر ہے کہ وہ اسلام سے نکل گئے اور یہ تعداد دو تہائی ہے تو شق اول اب کیا کریگا؟ اس نئے مرتدین کی اسمبلی چھوڑ کر گھر جائیں گے یا ان کے درمیان بیٹھے رہیں گے، شق ثانی کا حکم بالکل ظاہر ہے کہ ان جیسا ہو جائے گا جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ إِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا (سورہ النساء ایت ۱۴۰)

ترجمہ: اور اللہ نے تم (مومنوں) پر اپنی کتاب میں (یہ حکم) نازل فرمایا ہے کہ جب تم (کہیں) سنو کہ اللہ کی آیتوں سے انکار ہو رہا ہے اور اُن کی ہنسی اڑائی جاتی ہے تو جب تک وہ لوگ اور باتیں (نہ) کرنے لگیں اُن کے پاس مت بیٹھو ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو جاؤ گے۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں، سب کو دوزخ میں اکٹھا کرنے والا ہے۔

اور اس بل کو قانونی اور غیر قانونی بنانے کیلئے پیش کرنا بھی کفر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام ٹھہرایا ہے اور مخلوق میں سے کسی کو بھی یہ حق نہیں دیا ہے کہ وہ اللہ کے حرام وحلال میں بحث کریں اور اگر ربا کو دو تہائی نے (غیر قانونی) حرام ہونے کے بارے میں ووٹ دیا لیکن سینٹ اسے منظور نہیں کیا تو اب سینیٹ والوں کا کیا حکم ہوگا؟ اور اگر سینیٹ نے بھی بادل ناخواستہ منظور کیا مگر صدر مملکت نے منظور نہیں کیا تو اب صدر مملکت کا کیا حکم ہوگا؟ کیا وہ مسلمان رہ جائے گا؟ ہرگز نہیں۔

دوسری مثال جہاد کو دہشت گردی قرار دینے کیلئے اسی قومی اسمبلی اور سینیٹ نے بل پاس کیا اور صدر مملکت نے بغیر تاخیر کے اسے منظور کیا کیا یہ دونوں ایوان اور صدر مملکت مسلمان رہ گئے؟ یا کہ مرتد ہوئے؟ جس کے دل میں ایمان اور بدن میں اسلام ہو وہ فوراً کہے گا کہ وہ سب مرتد ہو گئے، یہ نہ صرف مرتدین کیخلاف جہاد کرنے کو دہشت گردی قرار دیا بلکہ تمام عالم کفر کے خلاف جہاد کو دہشت اور مجاہدین کو دہشت گرد ٹھہرایا اور پوری قوم اس پر صرف خوش ہی نہیں بلکہ عمل کرنے کے مطالبات کر رہی ہیں جیسے نیشنل ایکشن پلان، تو ایسی صورت میں یہ حکمران یا صدر مملکت کیسے مسلمان ہوا؟

بقیہ از: تحریک آزادی سے تحریک طالبان تک

جب ریڈیو پر میں نے یہ خبر سنی کہ طالبان ایک فلیٹ فارم پر جمع ہو چکے ہیں تو میں نے اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا کہ اس نے ہماری کوششوں کو شرف قبولیت عطاء کی۔ بندہ نے ابھی تک یہ بات صیغہ راز میں رکھی تھی کہ تحریک کی بنیاد رکھنے میں کردار کس نے ادا کیا؟ کیونکہ ہمارا ہر قدم اللہ کی رضا جوئی کیلئے ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ مزید توفیق عطاء فرمائے بندہ نے جس طرح اپنے امیر محترم عمر خالد خراسانی کے ساتھ ابتداء میں اخلاص کا قدم اٹھایا تھا آج بھی اسی اخلاص پر جما ہوا ہے اور مزید کوشش کرتے ہیں کہ پہلی کی طرح آج بھی مجاہدین ایک فلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں تاکہ مزید دشمنوں کے حوصلہ شکنی ہو اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری تمام کوششیں جو دشمن کے خلاف ہیں اپنے دربار میں قبول فرمائے، آمین

☆☆☆☆☆

پاکستان میں اس وقت اسلامی قانون کے علاوہ ہر قانون قابل ترویج ہے

تحریر: از محترم مفتی عمر خالد

ایک زمانہ تھا کہ مسلمانان ہند مشترکہ ہندوستان میں برطانیہ کے قانون کے تحت زندگی گذار رہے تھے، علماء وقت نے اس کفری جمہوری نظام سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے دو طرح کی کوششیں شروع کئے۔ (ا) مسلح جدوجہد (۲) غیر مسلح جدوجہد

دونوں تنظیموں کے مقابلے میں کھلم کھلا شکست کھانے کی بجائے انگریز نے ایک اور طریقہ ایجاد کیا جس کو اس وقت کے اللہ والے علماء کرام نے اور اسلامی سیاست پسند لیڈروں نے دھوکہ دہی سمجھا جبکہ بہتوں نے اس دھوکہ وفریب کے سراب کو منزل مقصود سمجھ کر اس کی پیچھے لگ گئے اور اسی کو اپنی کامیابی سمجھ کر عوام الناس کو باور کرایا کہ ایک آزاد ملک میں اسلامی نظام کے سایہ میں باقی زندگی گزاریں گے برطانیہ نے مشترکہ ہندوستان سے اپنا بوریاں بستر گول کر دیا اور ایک ہندوستان پاکستان اور بھارت کے دو ناموں سے تقسیم ہوئی، اور یہ کہا گیا کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہ پاکستان کے حصے میں آئیں گے اور جن علاقوں میں ہندوؤں اور سکھوں کی اکثریت ہے وہ بھارت کے حصے میں آئیں گے جبکہ بعض علاقوں کو جیسے کشمیر، حیدر آباد (دھکن) اور خیبر پختونخوا کو استصواب رائے عامہ (refrendum) کا حق دیا گیا خیبر پختونخوا پاکستان میں ضم ہوا حیدر آباد (دکھن) بھارت میں جبکہ کشمیر دونوں ملکوں کیلئے متمکن رہا کسی ایک کے ساتھ الحاق نہیں کیا، ایک سال بعد بھارت نے حملہ کیا، پاکستانی فوج نے اس کا دفاع کیا اور اسی طرح کشمیر دو حصوں میں بٹ گیا، آزاد کشمیر یعنی وہ حصہ جو مسلمانوں کے ملک کا حصہ بنا اور مقبوضہ کشمیر جموں کشمیر یعنی وہ حصہ جو بھارت کے زیر تسلت رہا۔ الحاصل پاکستان بنانے میں مسلمانوں کے دو مقاصد تھے ایک یہ کہ مسلمانوں کیلئے جداگانہ آزاد وطن حاصل کرنا دوم یہ کہ اس میں شریعت محمدی ﷺ یعنی قرآن وحدیث کے زیر سایہ زندگی گزارنا۔

جداگانہ وطن تو حاصل ہوا مگر دونوں مقاصد میں سے ایک بھی حاصل نہ ہوا کیونکہ پاکستان نہ آزاد ملک ہے بلکہ مشترکہ ہندوستان سے بھی زیادہ غلام بنا دیا گیا اور نہ شریعت اسلامی کا نفاذ ہوا، اس کا بھی قارئین حضرات سے مختصر تذکرہ کروں کہ جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا تو اس میں سردست مشترکہ ہندوستان کیلئے برطانیہ کی طرف سے بنایا ہوا قانون گورنمنٹ آف انڈیا ۱۹۳۵ء ایکٹ نافذ کر دیا گیا اور روز اول سے پاکستان کی سرزمین کو شرعی نظام سیاست سے محروم کر دیا گیا، جس کے حصول کیلئے لاکھوں جانی اور حساب سے زیادہ مالی قربانیاں دی گئی تھیں۔ ۱۹۵۶ء آئین پاکستان کے نام سے ایک مسودہ تیار کیا گیا جس میں بھی ملک میں اسلامی نظام سیاست کا کوئی تذکرہ نہیں تھا بلکہ اس میں ۱۹۳۵ء کے چھپے ہوئے مذموم مقاصد کو ایک قانون کی شکل میں عوام کے سامنے پیش کر دیا گیا ۱۹۵۸ء میں مارشل لاء لگا کر اسے منسوخ کر دیا گیا مگر پھر بھی وطن عزیز کو مقصود سے دور رکھا گیا ۱۹۶۲ء میں دوسرا آئین مسلم قوم کے سامنے پیش کر دیا گیا اس میں بھی جمہوریت ہی جمہوریت تھی اور اسلامی سیاست کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ ۱۹۶۹ء اس کو آئین کو بھی منسوخ کر کے ملک بھر میں مارشل لاء نافذ کرتے ہوئے جنرل یحیٰ خان نے عنان حکومت سنبھالی اور ۲۲ سال کے بعد پاکستان ایک مرتبہ پھر سرزمین بے آئین بن گیا حالانکہ اس ملک کے سرزمین بے آئین کیوں ہو جس کے رہائش پذیر لوگوں کیلئے سیاسی میدان میں آئین قرآن وحدیث اور ائمہ اربعہ کے فقہ کی شکل میں موجود ہو لیکن بدقسمتی سے سرزمین پاکستان کی جس سے دورخی کا معاملہ کیا جاتا ہے زبان سے دعویٰ واقرار مسلمانی کا اور سیاسی میدان میں غیروں کی الہ کار بن کر سیکولرزم، لبرلزم اور جمہوریت کیلئے عملی کام کرتے ہیں، ایسوں کی زمین ہمیشہ آئین سے خالی ہوتی ہے کیونکہ اس ملک کا آقا ایک نہیں تھا جس کو خوش کیا جائے بلکہ ہر ایک سیاسی پارٹی کے پیچھے ایک نہ ایک قوت کا ہاتھ ہوتا ہے ہر ایک اس کی ایماء پر چلنے کی کوشش کرتا ہے اور یہی قوتیں آپس میں ایک دوسرے کے خلاف لڑاتے ہیں ۱۹۷۳ء میں ۲۶ سال کے بعد پاکستان کے عوام کی آرزؤوں کا آئینہ دار آئین ملا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس آئین کو گزشتہ دساتیر پر فوقیت حاصل ہے کہ اسے عوام کے منتخب نمائندوں پر مشتمل دستور ساز اسمبلی نے تشکیل دیا اور متفقہ طور پر پوری قوم نے اسے قبول کیا، صرف تین ارکان اسمبلی کے علاوہ جنہوں نے اس کاروائی میں حصہ نہ لیا، دستور ساز اسمبلی کے تمام ارکان بشمول حزب اختلاف نے متفقہ طور پر آئین کی حمایت کی اور مسودہ پر دستخط ثبت کی، اس آئین کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ ایک اسلامی آئین ہے کہ جس کے تمام قوانین قرآن وسنت کے مطابق ہیں حالانکہ اس آئین کا غیر اسلامی ہونا روز روشن کی طرح واضح ہے جس پر علماء کرام نے باقاعدہ کتابیں لکھی ہے۔

عملی میدان میں اس آئین کے بنانے والوں نے ہر حکومت میں شریعت محمدی ﷺ کی نہ صرف مخالفت کی ہے بلکہ ہر اس آواز کو بزور شمشیر دبا دیا گیا جس نے تنفیذ نظام شرعی کیلئے نعرہ بلند کیا، ان ۴۴ سالوں میں اسلامی قانون کے خواہاں کو صرف پابند سلاسل نہیں بلکہ ان کے اموال کو بھی ضبط کیا گیا ان کے در و دیوار کو کھنڈرات میں تبدیل اور ان کی جائیدادیں نیلام کی گئیں، ان کے مقدس چادر و چاردیواری کی تقدس کو پامال کر کے ان کی عفت مآب خواتین پر ہاتھ اٹھایا گیا ان کے جسموں کو بوٹی بوٹی کر کے شہید کر دیا گیا اور باقیوں کو وطن عزیز سے جلاوطن کر کے ان کے مساجد کو مسمار

کردی گئی، دینی مدارس کو غیر شرعی نظام کے نصاب تعلیم کیلئے سکولوں و کالجوں میں تبدیل کر دیا گیا، اس نظام کے خلاف مسلح جدوجہد کرنے والوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کیلئے ملٹری عدالتیں آئین کی گئیں نام نہاد فوجی افسروں کو جج اور قاضی کا مبارک عہدہ دیا گیا۔ سرزمین پاکستان سے ہمیشہ کیلئے اسلام کا عمل میدان سیاست میں نام ونشان مٹانے کیلئے ہر وہ حربہ استعمال کیا گیا جس کے بارے میں تصور بھی نہیں کیا جاتا تھا، نیشنل ایکشن پلان، فوج و پولیس کو بے تحاشہ اختیارات دیئے گئے اور اس کے برعکس سیکولرزم، لبرلزم، نیشنلزم اور جمہوریت ودوسرے مذاہب و ادیان کیلئے حکمرانان پاکستان کے نہ صرف سینے کھلے ہے بلکہ ان کی فوج و پولیس بھی ان کے حفاظت وخدمت میں برسرپیکار ہے، ان کیلئے نہ صرف سرزمین پاکستان پر اترنے کا حق حاصل ہے بلکہ رہائش کیلئے مراکز بھی دیئے جاتے ہیں، ان کی صرف حفاظت نہیں بلکہ وہ اپنے لاؤلشکر کے ساتھ اس زمین پر خوشی سے رہ بھی سکتے ہیں اور آزادانہ عبادات اور مذاہب کی اشاعت کرنے کی بھی اجازت ہے۔

اس سرزمین میں روس جنگی مشقیں کرسکتا ہے اور امریکی بلیک واٹر کیلئے ہر طرح کی مکمل آزادی ہے وہ جس کو چاہے پکڑ سکتا ہے اور آزادانہ گھوم پھر سکتے ہیں، یہ نہ تو پاکستان کے دشمن اور نہ مکینان پاکستان کے دشمن سمجھے جاتے ہیں بلکہ اس کے آنے کو اپنی خیر خواہی اور مسلمانان پاکستان کے خوابوں کی تعبیر سمجھا جاتا ہے۔

اس کا بھی مختصر تذکرہ کروں کہ ایسا ذہن ونظریہ عوام کا کیسے بنا جب تمام کفری طاقتوں نے مل کر پہلے خلافت عثمانیہ کو توڑا مسلم ممالک میں فافذ شریعت کو برطانیہ اور فرانس کی فوجی یلغاروں کے ذریعے ختم کیا گیا اور خواہشات کی بنیاد پر بنائے گئے جمہوری نظام کو عالم اسلام پر مسلط کر دیا گیا، اس مرحلہ پر یہ مشکل پیش آئی کہ فوجیوں کے قوت کے ذریعے تو علاقوں پر قبضہ کیا جاسکتا ہے لیکن مقامی افراد کے نظریات بدلنا اور ان پر خود ساختہ نظام چلانا آسان نہیں ہے، اس مشکل کا حل یوں نکالا گیا کہ مقامی افراد کی سوچ وفکر کو بدلنے کیلئے مسلم ممالک میں علی گڑھ اور محمدن کالج کے طرز پر سیکولر سکولوں اور کالجوں کا جال بچھا دیا گیا، اگر چہ یہ دعویٰ بھی کیا گیا کہ ہمارا مقصد امت مسلمہ کو علم وٹیکنالوجی کی دولت سے مالا مال کر کے دنیا میں عزت وسربلندی کی راہ پر ڈالنا ہے، لیکن بعض اللہ والے اس وقت بھی اس نعرہ کی حقیقت سے اسی طرح واقف تھے جتنا کہ لوگ آج تجربہ کے بعد اس نعرہ کی حقیقت سے واقف ہوئے ہیں، علی گڑھ کالج کے معائنے کے موقع پر اکبر الہ بادی کی زبان سے بغیر کسی سوچ کے یہ جملہ نکلا جسے مسلمانوں کیلئے سونے پر لکھنے کے ساتھ ساتھ عمل کرنا چاہئے تھا لیکن افسوس ایسا نہیں ہوا۔

؎ یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی سوجھی

اور بہت سے تو اب بھی اسی سراب کو منزل مقصود سمجھ کر اس کے پیچھے بھاگ رہے ہیں، امت مسلمہ کی دشمن قوتیں مسلمانوں کو علم وٹیکنالوجی تو کیا دیتی اس جدید تعلیم کے ذریعے انہوں نے ایسے افراد پیدا کئے جو بول چال اور نام کے اعتبار سے تو مسلمان لیکن دل ودماغ کے اعتبار سے ان کے تھے، سو مسلمان گھروں میں پیدا ہونے والی نسل کو انگریز کا غلام بنانے کے بعد یہ مشکل حل ہوگئی اور پھر اس سیکولر نظام چلانے کیلئے انہیں افراد میں سے بیروکریسی، افسر شاہی بنائی گئی، جبکہ اصل مسئلہ قوت کے ذریعے اس ابلیسی شیطانی نظام کو مسلم ممالک میں نافذ کرنے کا تھا لہٰذا اس کیلئے ان سیکولر درسگاہوں سے فارغ افراد پر مشتمل پولیس اور فوج بنائی گئی جس سے اس بات کا حلف لیا گیا کہ وہ اپنے ملک میں نافذ نظام (سیکولرزم یا جمہوریت) کی وفادار ومحافظ ہونگی، اس انگریز نما طبقے کی زبان نام اور خاندان، مقامی آبادی جیسے ہی تھے پس وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عام مسلمان ان کو اپنا ہی سمجھنے لگے، خصوصاً برطانیہ اور فرانس کے مسلم ممالک سے نکل جانے کے بعد وہ احساس اور جھجک بھی ختم ہوگئی جو اس طبقے کے بارے میں قابض قوتوں کے ہوتے ہوئے تھے، انگریز کے پیچھے اصل قوت وہ طبقہ تھا جنہوں نے اس سیکولر نظام کو بنایا تھا لہٰذا مسلم ممالک سے اگر چہ برطانیہ اور فرانس جا چکے تھے، لیکن سیکولر نظام کی حفاظت اور اس کو چلانے کیلئے بیروکریسی پولیس اور فوج تیار تھی، جس طرح انگریز فوج اس کی حفاظت کرتی تھی، اب یہی کام اسی پولیس وفوج کا تھا جو مقامی آبادی سے بھرتی کی گئی تھی، چنانچہ مسلم ممالک کے آزاد ہونے کے باوجود مراکش تا فلپائن اسلام کہیں بھی آزاد نہ ہوسکا، خلافت کی احیا کیلئے علماء حق نے کوششیں کیں لیکن ہر ایسی کوشش کو اس پولیس وفوج نے ناکام بنا دیا کہیں قوت کے ذریعے اور کہی جھوٹی وعدوں کے ذریعے، کہیں امریت کی قوت سے تو کہیں جمہوریت کی منافقت سے۔

مسلم ممالک کا دیندار طبقہ شائد اس حقیقت کو آج تک سمجھ نہیں پایا، یا سمجھنا ہی نہیں چاہتا کہ مسلم ممالک کی پولیس وفوج ہماری نہیں بلکہ اسی سیکولر نظام کی محافظ ہے اور یہ اسی کا تسلسل ہے جس کی ابتداء انگریز نے کی تھی یہی وجہ ہے کہ پاکستان کا دیندار طبقہ اس وقت سخت پریشان ہو جاتا ہے جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ یہ پولیس وفوج نمازیوں پر گولیاں چلا دیتی ہے، مسجدوں کو مسمار کر دیتی ہے، علماء حق کو لکھنے اور بولنے کے جرم میں پھانسی پر چڑا دیتی ہے، قرآن پڑھتی معصوم بچیوں کو زندہ جلا دیتی ہے، مجاہدین کے خلاف لڑنے میں ہراول صف میں ان انگریزوں کی اتحادی بنتی ہے اور انگریزوں کی خوشامدی میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی، ان کو دعوت دیتی ہے ان کی دعوت پر لبیک کہہ کر شرم محسوس نہیں کرتی، اپنے وطن میں انگریز کی حفاظت کرتی ہے، مسلم ممالک میں انگریز کی فوج کی مدد کیلئے اور مسلمانوں کے خون بہانے کیلئے فوج بھیجتی ہے اور کلمہ پڑھنے قرآن کو اللہ کی کتاب تسلیم کرنے کے باوجود نافذ نہیں ہونے دیتی اور کیوں فافذ ہونے دے جبکہ یہ حلف ہی اس بات کا اٹھاتے ہیں کہ وہ ہر حال میں اس عالمی شیطانی نظام کی حفاظت کریں گے اور اس کے مقابلے میں کسی بھی نظام (خواہ محمد ﷺ کا لایا ہوا نظام کیوں نہ ہو) کو نافذ نہیں ہونے دیں گے۔

وطن عزیز کے پیارے مسلمان ابھی شائد اس فرق کو نہیں سمجھ پائے کہ وطن کی حفاظت اور اسلام کی حفاظت میں کیا فرق ہے؟ ان میں سے بہت ابھی تک یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دونوں ایک ہی ہیں وطن ہوگا تو اسلام ہوگا اور اگر وطن نہ رہا تو اسلام کیسے باقی رہے گا۔ جیسے افغانستان پر امریکہ کا حملے کے وقت مشرف نے کہا ’’پہلے پاکستان بعد میں ایمان‘‘ اور یہ بھی کہا کہ ’’جب طوفان چلتا ہو تو سر نیچے کرنا پڑتا ہے ویسے سر نہ اڑ جائے‘‘ یہ خیال خود ایک دھوکہ ہے جو وطنیت کے بت کی عبادت کی طرف دعوت دینے والوں نے اس امت کو دیا ہے، وطن عزیز کے فوج و پولیس نہ وطن کی محافظ ہے اور نہ ہی اسلام کی، یہ صرف اس عالمی شیطانی نظام کی محافظ ہے جس کیلئے انگریز نے اس کو بنایا تھا اس بات کو سمجھنے کیلئے چند مثالیں پیش کرتا ہوں جس سے انشاء اللہ بات بالکل واضح ہوجائے گی:

اسلام کے نام پر بننے والے ہمارے پیارے پاکستان میں قیام پاکستان سے اب تک یہ صورتحال ہے کہ وطن کے دفاع میں کئی بار ناکام رہنے والی فوج وطن کا دفاع چھوڑ کر انگریزوں لادین نظام کا دفاع انتہائی پیشہ ورانہ انداز میں کرتی آرہی ہے یہاں تک کہ جب دو خطرات کا سامنا ہو، یعنی ایک طرف بھارت اور دوسری جانب مجاہدین تو بھارت سے دوستی کرکے ساری فوج مغربی بارڈر پر لگادیا گیا، یا ایک طرف روس اور دوسری طرف طالبان تو روس کو دوستی کا ہاتھ بڑھا کر فوجی اڈے اور مشترکہ فوجی مشقیں کرتے ہیں یا ایک طرف امریکہ اور دوسری سمت میں طالبان تو امریکہ سے دوستی نبھانے کیلئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اگرچہ امریکہ کی طرف سے درجنوں فوجیوں کی لاشیں سلالہ چیک پوسٹ میں کیوں نہ ملیں، پھر بھی امریکہ کو دوست سمجھا جاتا ہے اور طالبان کو سٹیٹ کا دشمن، اس فوج کی حقیقت اس وقت لوگوں کے سامنے آگئی جب اس کی بنیادی نظریہ جنگ ہی کو تبدیل کردیا گیا، اب اس کا نظریہ جنگ ملک کی سرحدوں کی حفاظت نہیں بلکہ داخلی دشمنوں سے جو اس لادین نظام کو خطرہ ہے اس سے جنگ کرنا اس کا مقصد اول ہے کیونکہ پاکستان بننے کے بعد افغان بارڈر پر مخصوص مقامات کے علاوہ کوئی ایک پوسٹ بھی نہیں تھی اور جب اس لادین نظام کو خطرہ لاحق ہوا تو محفوظ بارڈر کو غیر محفوظ سمجھ کر ۳۳۸ چھوٹی بڑی پوسٹیں بنانے کا فیصلہ کردیا اور ساتھ ساتھ ۲۶۰۰ کیلومیٹر طویل بارڈر پر خاردار باڑھ لگانے کا فیصلہ بھی کردیا کیونکہ اگر وطن عزیز کا کچھ حصہ کشمیر یا بنگلہ دیش بھارت کے قبضے میں چلا گیا تو یہ اتنا بڑا خطرہ اور نقصان نہیں کیونکہ اس صورت میں بھی وہاں نظام تو وہی ہوگا جو پاکستان میں ہے، لیکن کسی علاقے پر مجاہدین نے قبضہ کرلیا خواہ وہ پاکستان سے علیحدگی کا اعلان نہ بھی کرے لیکن نظام اسلام کا نافذ ہونے کی صورت میں ان کی پوری نظام کو خطرہ لاحق ہوجائے گا اس لئے یہ صورت کسی بھی حال میں قابل قبول نہیں، معلوم ہوا کہ یہ فوج وطن کے دفاع کیلئے نہیں بنی بلکہ اس انگریزی نظام کی حفاظت کیلئے باقی رکھی گئی ہے جس کی داغ بیل انگریز ڈال کر گئے تھے۔ اسی طرح پاکستان میں پرویز کے دور حکومت میں بھارت پاکستانی دریاؤں پر ڈیم بناتا رہا، اپنے جنگی ساز وسامان میں بے تحاشہ اضافہ کرتا رہا، حالانکہ کسی بھی ملک کے دریاؤں کا بند ہوجانا اس ملک کیلئے موت جیسا ہے لیکن یہاں تو بھارت سے اپنا پانی بچانے کیلئے جنگ کرنے کی بجائے اس کو اس کام میں سہولت میسر کیا جاتی رہی اور پاکستانی فوج اپنا لاؤلشکر مشرقی سرحد سے ہٹا کر قبائل میں ان لوگوں کے خلاف لڑتی رہی جو ملک میں رائج غیر اسلامی نظام کی جگہ نفاذ شریعت کا مطالبہ کررہے تھے۔

اب آپ غور کیجئے کہ ایک جانب وطن عزیز پاکستان کو بھارت سے اپنی بقاء کا مسئلہ درپیش تھا جبکہ دوسری جانب فوج یہ محسوس کرتی تھی کہ ملک میں رائج شیطانی نظام کو اسلام پسندوں سے خطرہ ہے، دیکھئے فوج نے کس خطرہ سے نمٹنے کو ترجیح دی؟ بھارتی ڈیم بنالینے کی صورت میں وطن کی بقاء کو جو خطرات لاحق تھے ان پر کوئی توجہ نہیں دی گئی، جبکہ سارا زور اس ابلیسی انگریزی نظام کو بچانے پر لگادیا گیا، پرویز کے بعد بھی یہی صورتحال جاری ہے اور آج بھی بھارت کے جنگی جنون کے باوجود بھارت سے دوستی کی پینگیں بڑھا کر ملک کو خانہ جنگی کی طرف لے جانے کے سامان کو تیار کیے جارہے ہیں، پاکستان میں موجودہ حکمران قوتیں جو ہمیشہ پاکستان کو توڑنے اور اس کے وجود کو مٹانے اور بھارت کا ہر خواب پورا کرنے اور ہر سطح پر بھارتی مفادات کی تکمیل کیلئے سرگرم رہتے ہیں، ان سب کو تو حکومت اور بڑے بڑے عہدے دے دی گئی جبکہ سرحد وقبائل جنہوں نے ہمیشہ بھارت کے مقابل اپنے جوانوں کی لہو پیش کیا جنہوں نے نہ کبھی پاکستان سے علیحدگی کی بات کی اور نہ اس کو کبھی گالی دی، ان کے حصے میں ڈرون حملے، فوجی آپریشن، جیل وتشدد آیا۔

اب آپ خود سوچئے ایسا ملک اور ایسی فوج جس کو برطانیہ اور امریکہ کی غلامی تو قبول ہے لیکن محمد ﷺ کی غلامی قبول نہیں، ملک کے ٹکڑے کرانا تو قبول ہے لیکن محمد ﷺ کا نظام نافذ کرکے ملک کو بچانا قبول نہیں، اس بات سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستان کی مقتدر قوتیں کس کی محافظ ہیں ملک و دولت یا سیکولر نظام کی۔

ایسے حکمران فوج اور پولیس جن کیلئے کفر کرنا ہنسی مذاق ہو اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف جنگ کرنا حلال اور سودی نظام کا دفاع فرض ہو، شراب پینا جن کا مرغوب مشروب ہو، مسلمانوں کے قتل میں ہر طرح کی مدد کرنا فخر کی بات اور بہنوں و بیٹیوں کو ترقی کیلئے زینہ بنانا فیشن قرار پایا جاتا ہے۔ کیا یہ مسلمان اور اسلامی فوج ہے؟

ان تمام باتوں سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ پاکستان میں ہر نظام اور ہر قوت کیلئے جگہ ہے مگر اسلام اور اسلام پسندوں کیلئے کوئی جگہ نہیں تو پھر کیسے کہا جاتا ہے کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اور اس کی فوج اسلامی فوج ہے؟۔

اللہ تعالیٰ وہ دن ہمیں دکھائے کہ جس میں حکمران مسلمان فوج مسلمان اور اس میں رائج نظام خالص اسلامی ہو۔ آمین

☆☆☆☆☆☆

احساس کمتری اور احساس برتری

مولانا ابوثمامہ شبقدری صاحب

احساس کمتری اور احساس برتری ہمارا بہت بڑا معاشرتی المیہ ہے، ہم لوگ احساس کمتری اور برتری کے گرداب میں اس (بری) طرح پھنس چکے ہیں کہ عورتیں کیا مرد کیا اب تو بچے بھی اسکا شکار ہیں یہ ہمارا انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی مسئلہ ہے، احساس کمتری ناشکری ہے تو احساس برتری تکبر۔ احساس کمتری سے مراد کسی فرد کو حسن، دولت، مال، علم غرض کسی بھی لحاظ سے اپنے آپ سے بہتر دیکھ کر محرومی کا شکار ہونا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اپنے لئے ناکافی سمجھتے ہوئے ناشکری کرنا، جبکہ احساس برتری سے مراد دوسروں کو حسن، دولت، عزت، علم غرض کسی بھی لحاظ سے اپنے آپ سے کم سمجھنا تکبر ہے۔ احساس کمتری میں عموماً ہمارا مڈل اور لوئر مڈل طبقہ گرفتار ہے کبھی ہمیں اپنا حسن دوسروں سے کم لگتا ہے تو کبھی اپنی دولت، کبھی اپنا مقام حقیر لگتا ہے تو کبھی اپنی ذات۔ انسان بہت ناشکر ہے ناشکری اس کی صفت کا خاصہ ہے، ہر انسان اوپر ہی اوپر دیکھتا ہے ایسے لوگ بہت کم ہیں جو اپنے حال سے مطمئن ہوں ان کے اندر کوئی احساس محرومی نہ ہو، اس کیفیت میں انسان ناشکری کرنے لگتا ہے۔ جلنا اور دوسرے لوگوں سے نفرت اس کی ذات کا حصہ بن جاتا ہے، حسد جو ہماری نیکیوں کو کھا جاتا ہے اس احساس کی پیداوار ہے، اس احساس کی وجہ سے ہماری قوم یورپ اور امریکہ کے مقابلے میں اپنے آپ کو (خصوصاً حکمران طبقہ) کم تر سمجھتے ہیں اور یہی چیز ہماری اولادوں میں منتقل ہو چکی ہے معمولی کام کرنا ہمارے لئے باعث شرم ہے جسکی وجہ سے وہ معاشرے کا بھرپور فرد بننے کی بجائے معاشرے پر بوجھ ثابت ہوتے ہوئے کہیں اپنی محرومیوں کا دوسروں سے انتقام لینے لگتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اگر کوئی چیز اس کے پاس نہیں تو دوسروں سے چھین لی جائے۔

احساس کم تری یہ ہے تو احساس برتری بدتر اور اس میں زیادہ تر عام مسلمان مبتلاء ہیں، ہمارے معاشرے میں اگر کوئی فرد کسی بھی لحاظ سے دوسروں سے اعلیٰ ہے تو وہ اپنے آپ کو زمین کے نہیں کسی اور ہی سیارے کی مخلوق سمجھنے لگتا ہے، اس میں تقریباً ہر عمر اور ہر جنس کا فرد گرفتار ہے، احساس برتری میں مبتلاء فرد دوسروں کو ہر لحاظ سے نیچا دکھانے کی کوشش کرتا ہے اور خود کو دوسروں کے سامنے بہتر طریقے سے پیش کرتا ہے، خواہ اس کے سامنے جھوٹ کا سہارا ہی کیوں نہ لینا پڑے۔ ہم لوگ کس طرف جا رہے ہیں؟ اپنے بچوں کو کیا سکھا رہے ہیں؟ آئندہ نسلوں کو بھی ذہنی مریض بنا رہے ہیں ایک مومن کی سب سے بڑی شان خود اعتمادی ہے وہ ہر حال میں خوش اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار رہوتا ہے۔

جدید تحقیقات کے مطابق دنیا بھر میں مسلمان سب سے کم خطرناک بیماریوں میں مبتلاء ہے، خطرناک بیماریوں کا شکار پہلے نمبر پر یہودی ہیں، دوسرے نمبر پر عیسائی، تیسرے پر سیکھ ہندو، چوتھے نمبر پر مختلف قومیں ہیں۔ جبکہ مسلمان ۵ فیصد موذی امراض کا شکار ہیں، پھر بھی مسلمان یہود و نصاریٰ سے متاثر ہے اور ان کی خوبیاں بیان کرتے ہیں، خصوصاً ملک پاکستان اس احساس کمتری میں پہلے نمبر پر ہے کہ اگر ہم نے اسلامی نظام کی بات کی تو ہم جڑ سے ختم ہو جائیں گے، حالانکہ مسلمان مومن کو اللہ تعالیٰ احساس کمتری سے نکالتا ہے اور تسلی دیتا ہے کہ تم ہی غالب رہو گے۔ و لا تھنو و لا تحزنو جیسے الفاظ سے تسلی دی ہے لیکن پاکستانی قوم اور خصوصاً علماء طبقہ اس احساس کم تری میں مبتلاء ہیں اور وہ نظام چاہتا ہے جو کہ اسلام بھی ہو اور چور کیلئے سزا بھی نہ ہو، اسلام بھی ہو اور سود بھی جائز ہو، اسلام بھی ہو اور فیصلہ لاڈ میکالے کے قانون کے مطابق ہو۔

کچھ عرصہ پہلے بڑے بڑے اسکالرز کا اجلاس ہوا جو دوسرے ممالک سے آئے تھے وہ یہ سوچنے لگے کہ کون سا نظام بہترین ہے، بڑی بحثوں کے بعد ثابت ہوا کہ بہترین ضابطہ حیات ہے تو وہ اسلام ہے اور بڑا بدنصیب مسلمان ہے جو اپنے اتنے اچھے نظام کو چھوڑ کر غیر مسلموں کے طریقوں کو اپنانے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کفار و مشرکین کی شیطانی تہذیب و ثقافت کے چنگل سے نکال کر دین اسلام اور سنت نبوی ﷺ سے مالا مال کر دیں۔ آمین یا رب العالمین۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اجر:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

افضل الجهاد كلمة عدل عندسلطان جابر... (سنن ابی داود الجزء ۱۱)

”ظالم حکمران کے خلاف انصاف کی بات کہنا افضل جہاد ہے“

اس سے مراد وہ حق ہے جو اس بادشاہ کو برا لگتا ہو۔ لیکن اگر ”آئینی حدود“ میں رہ کر ”حق“ بولنے کی اجازت طاغوت کے آئین نے دی ہو، اور پھر کوئی اس حق کا اظہار کرے، تو وہ اس حدیث کی فضیلت کا مصداق نہیں کہلائے گا، کیونکہ اس حدیث میں فضیلت یہ بتا رہی ہے کہ یہ ایسا حق ہے جس میں جان جانے کا خطرہ جہاد سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اسلام میں اجر کی زیادتی تکلیف و مصائب کی زیادتی کی وجہ سے ہوتی ہے۔

يكون فى امتى يصيبون من الاجر مثل مااصاب اولهم يقاتلون أهل الفتنه وينكرون المنكر۔ (الفردوس بمأثور الخطاب: جزء ۵)

میری امت میں ایک قوم ایسی ہوگی جو پہلے والوں کے برابر اجر حاصل کرے گی، (یہ وہ لوگ ہوں گے جو) اہل فتنہ سے قتال کریں گے اور منکر کو روکیں گے۔

(دین اسلام یا دین جمہوریت، ص ۲۰۶، ۲۰۷، تالیف: مولانا عاصم عمر صاحب)

قسط ششم

عالم اسلام کفری نظریاتی جنگ کے حصار میں

از قاضی عمر مراد

دیگر اسلامی ممالک اور مغربی تہذیب

اسکے علاوہ دیگر اسلامی ممالک میں اس جاہلی اور طاغوتی تہذیب وثقافت کو بے دین حکمرانوں سیکولر مسلمانوں، شاعروں اور ادیبوں کے ذریعے عام کیا گیا نتیجتاً مسلمان ظاہر کے اعتبار سے تو مسلمان مگر باطنی اعتبار سے کفار کے ساتھ ہم فکر وہم نوا رہا یہاں تک کہ ان ملکوں کے حکمران مغربی دنیا میں رہتے ہیں یعنی مشرق میں رہتے ہوئے بھی مغرب میں رہتے ہیں وہ جسم کے ساتھ مشرق میں رہتے ہیں مگر دل ودماغ کے ساتھ مغرب میں رہتے ہیں اس وقت صورت حال یہ ہے کہ یہ لوگ زندگی کا معیار مغرب سے لیتے ہیں اور اس صورت حال سے کوئی بھی ملک مستثنیٰ نہیں اس کا اثر یہ ہوا کہ حقیقی آزادی کا فائدہ اٹھانے کا ان ملکوں اور قوموں کو ابھی تک موقع نہیں ملا ان کے دماغ پر مغرب کے تفوّق مغرب کے نظریات اور زندگی کی مغربی نقطۂ نظر کا اتنا بڑا ابوجھ رکھا ہوا ہے کہ اس بوجھ کے نیچے یہ قومیں دبی جارہی ہیں۔ اس میں بعض ایسے ممالک بھی ہیں جہاں کی کل آبادی مسلمانوں کی ہے اور ان کے پاس دولت اور معدنیات کافی مقدار میں ہے پھر بھی وہ مسلمانوں کی اصل اور حقیقی قیادت میں ناکام رہے بلکہ مزید انتشار پراگندگی اور بے چینی میں مبتلا ہیں۔

بس مغرب نے کسی جانب اشارہ کیا مسلمانوں نے بغیر سوچے سمجھے اِسی جانب دوڑنا شروع کیا آج سے تقریبا چودہ سوسال پہلے نبی الملاحم ﷺ نے اسکے متعلق پیشنگوئی کرتے ہوئے فرمایا۔

عن أبی سعیدالخدری رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال لتتبعن سنن من کان قبلکم شبرا بشبر وذراعا بذراع حتیٰ لو سلکوا جحرضب لسلکتموہ قلنا یا رسول اللہ الیہود والنصاریٰ قال فمن؟

ترجمہ: ابوسعید الخذریؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ پہلے لوگوں کی پیروی کروگے جیسے بالشت بالشت کے ساتھ اور ہاتھ ہاتھ کے ساتھ یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوکر بیٹھیں گے تم بھی ان کی پیروی کروگے صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا وہ یہود ونصاریٰ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اور کون؟

مندرجہ بالا حدیث نبوی ﷺ کو مدنظر رکھ کر ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے بارے میں سوچ کر اس بات کا اندازہ لگائیے کہ میں نے اہل مغرب کی تقلید سے کس حد تک پرہیز کر رکھا ہے تو یقیناً ہم پر واضح ہوجائے گا کہ ہمارے اندر برائے نام اسلام کے سوا کچھ بھی نہیں بلکہ برائے نام اسلامی ممالک میں ظلم وبربریت مغربی تہذیب سے محبت لادینیت اسلام اور مسلمان دشمنی میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے۔

۲۰۱۶ء کے آغاز میں مغربی ممالک کی طرح پاکستان نے بھی مغربی تقلید کا والہانہ استقبال کیا اور سال کے آغاز میں آتش بازی، رقص وسرود کا خوب مظاہرہ، فحاشی کا ثبوت پیش کیا اور یکم جنوری کو طلوع افتاب کی کرنوں کو نجات اور خوشحالی کا ضامن قرار دے کر زمانہ کی آفتاب پرستی اور سورج کی کرنوں سے حاجت روائی کی امیدیں وابستہ کر بیٹھے اس سے بڑھ کر کفر وارتداد کی کوئی دوسری مثال کیا ہوسکتی ہے؟۔

اس سلسلے میں پاکستانی حکمران اور سیاستدان چاہے وہ برائے نام مذہبی کیوں نہ ہو قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے ظلم اور لادینیت کی انتہاء کردی موجودہ حکمران نواز نے مغربی غلامی اور اسلام دشمنی کی بڑی مثال قائم کی اس کا بیس نکاتی نیشنل ایکشن پلان جو کہ پاکستانی سیاستدانوں اور حکمرانوں نے مشترکہ طور پر منظور کیا ہے زمانہ لیلن اور سٹالن جیسے ہولناک منظر پیش کر رہا ہے لیلن وہ شخص تھا جس نے کارل مارکس کا نظریہ کمیونزم کو استحکام بخشا پھر لیلن کا پیروکار سٹالن (پیدائش ۱۸۷۸ء اور وفات ۱۹۵۷ء ہے) اپنے آقا کارل مارکس اور لیلن سے کئی درجہ ظالم خونخوار اور سب سے بڑا غنڈہ تھا قتل وغارت میں دلچسپی رکھتا تھا مخالفین پر تشدد اور اذیت دینے سے لطف اندوز ہوا کرتا تھا اس کے دور حکومت میں گیارہ لاکھ سے زائد، مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا باقی بے شمار ایسے لوگوں کو بھی قتل کیا جو نظریہ سٹالن سے مخالف تھے ایسے تمام مقتولین کی کل تعداد تقریبا بیس لاکھ سے زائد ہے بیس ہزار مساجد اور دینی مدارس کو مسمار کیا یا پھر کنسرٹ ہالوں میں تبدیل کیا گیا۔

پاکستان میں نواز حکومت بھی وہی سٹالن کی تصویر ہے وہ ملک خداداد جو کہ ایک اسلامی نظریہ کے بنیاد پر وجود میں آیا تھا روز اول سے اسلام دشمنی میں سب سے پیش پیش ہے اب وعظ ونصیحت کے محافل میں لفظ کافر کا استعمال بھی

ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔

مجاہدین کے خلاف مختلف ناموں پر مشتمل آپریشنز کیئے جاتے ہیں جس میں مشہور ضرب عضب نامی آپریشن ہے جوکہ پاکستانی حکمرانوں کے بقول سب سے کامیاب آپریشن ہے اور فخر سے یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ ۲۰۰۱ء سے لیکر ۲۰۱۵ء تک ساٹھ ہزار سے زائد دہشت گردوں کو ہلاک کیا گیا یہ اعداد و شمار میڈیا کے یکم اگست ۲۰۱۵ء پر دیئے گئے بیان کے مطابق ہے لاپتہ اور خفیہ طور پر جیلوں میں مقتولین کی تعداد اس کے علاوہ ہے جو پاکستانی حکام اور خفیہ اداروں کے علم میں ہے، چلو تھوڑے دیر کیلئے مان لیتے ہیں کہ یہ تو دہشتگرد سہی مگر چنگیزی صفت سے مجبور برسر اقتدار نواز حکومت ہر قسم ہم وطنوں اور عام شہریوں پر ظلم و ستم ناروا سلوک روا رکھتا ہے جولائی ۲۰۱۵ء کے تپتے مہینے میں اسلام اباد سیکٹر آئی الیون میں نواز کے حکم پر پی ڈی اے نے اٹھ سو سے زائد مکانات کو منہدم کیا گارے مٹی سے بنائے ہوئے غریبوں اور ناداروں کے ان مکانات پر بلڈوزر ایسا چڑھ دوڑا جیسے کہ بھیڑ بکریوں کے ریوڑ پر شیر حملہ کرتا ہے بلڈوزر بوڑھوں، بچوں، عورتوں اور کسی کی جان و مال کی پرواہ کئے بغیر سب کچھ روندتا ہوا آگے بڑھتا رہا، یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کہ ایک زبردست طوفان نے کسی معصوم پرندے کے گھونسلے کو تہس نہس کر کے پرندے کے نومولود بچوں کو تیز ہواؤں نے اپنی ماں سے دور چٹانوں اور گھاٹیوں میں دور پھینکی ہو۔

نہتے بے بس عام شہریوں سے لڑنے کیلئے طاقتور بلڈوزر اور اسلحہ سے لیس پولیس میدان کارزار میں سینہ سپر ہو چکے تھے بلڈوزر کے طاقتور بلیڈ سے مال و اسباب، بچوں اور مریضوں کو ملبے تلے دبایا گیا اور بچے کچے لوگ آہ و بکا کرتے ہوئے نواز حکومت کے خلاف بددعائیں کرتے رہے اور اپنے مستقبل سے بے خبر کھلے اسمان تلے تپتی سورج، مال و اسباب سے کنگال اس عورت کی طرح جس سے بچہ گم ہو گیا ہو اور اپنے بچے کو تلاش کر رہی ہو چارسو حیران و پریشان پھر رہے تھے یہ منظر دیکھ کر ہمارے بے سکون دل شدت غم سے کسی ویران کھنڈر کی طرح ہو گیا بے اختیار دل بھر آیا اور چند گرم آنسوؤں کو بہاتے چلے گئے کیونکہ ان بے بسوں کیلئے آنسوؤں کے علاوہ ہمارے پاس ہے کیا؟ ایک چشم دید گواہ کے بقول اس دوران بہت سے لوگوں نے جس میں عورتیں بھی شامل تھیں مزاحمت کر کے بلڈوزر کے سامنے ڈٹے رہے پچاس عورتوں کے بشمول ان ڈٹنے والوں کو دہشت گرد کے نام پر گرفتار کیا اور چادر اور چاردیواری کی تقدس کو پامال کیا جو کسی بھی غیرت مند قوم کی غیرت کے منافی ہے۔ بس بیچارے عوام کو اللہ کے سپرد کرتے ہوئے ہم اپنے عزیزوں کو یقین دلاتے ہیں کہ عنقریب کسی محمد بن قاسم کا انتظار کرو جو ہم سب کو ان ظالموں سے نجات دلائے گا۔ اب زیر بحث صورت حال پر شرعی نقطہ نگاہ سے غور کرتے ہیں تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو کہ پاکستانی حکمرانوں کا یہ عمل شرعی اعتبار سے کس حد تک نادرست اور غیر منصفانہ ہے بالکل اسی صورت حال جس کے بارے میں مولانا تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں۔

قرآن کریم جس معاشرے میں نازل ہوا ہے وہاں اشیاء صرف اور وسائل پیداوار دونوں پر انفرادی ملکیت تسلیم کیا جاتا تھا اور اسی پر معاملات جاری تھے قرآن کریم بھی انفرادی ملکیت کو تسلیم کرتا ہے اور قرآن کریم نے انفرادی ملکیت کے اصول میں عملاً کوئی تبدیلی پیدا نہیں فرمائی البتہ کئی مقامات پر واضح فرما یا کہ زمین و اسمان کی تمام اشیاء پر حقیقی ملکیت اللہ تعالیٰ کی ہے وہی ان اشیاء کا خالق و مالک ہے اور اس کا مالک حقیقی نے یہ چیزیں انسانوں کو عطاء فرمائی ہے جس کے نتیجے میں وہ دنیاوی احکام و معاملات کے لحاظ سے ان اشیاء کے مالک قرار پا گئے ہیں اور ان کو ان اشیاء پر مالکانہ حقوق حاصل ہو گئے ہیں لیکن چونکہ یہ ملکیت اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے اس لئے یہ بالکل بے مہار اور مادر و پدر آزاد ملکیت نہیں بلکہ اپنے حصول کے طریقے اور استعمال کے لحاظ سے بہت سی حدود کے پابند ہے چنانچہ ان دنیاوی مالکوں پر واجب ہے وہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرے اور ان حدود سے تجاوز نہ کرے قرآن کریم نے ملکیت کی یہ حقیقت متعدد مقامات پر بیان فرمائی ہے۔

وِلِلہِ ماَ فِی السّموٰۃ وَ مَا فیِ الأ رضِ (سورۃ النساء)

ترجمہ: اور اللہ ہی کی ملکیت ہے جو کچھ اسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔

لیکن دوسرے طرف یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان اشیاء کے مالک حقیقی ہونے کے باوجود دنیاوی احکام کے لحاظ سے ان اشیاء کی ملکیت انسانوں کو عطاء فرمائی ہے۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُم مِّمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَا أَنْعَاماً فَهُمْ لَهَا مَالِكُونَ (سورۃ یٰسین)

ترجمہ: اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان کیلئے اپنے ہاتھ کے ساختہ چیزوں میں سے مویشی پیدا کئے یہاں یہ لوگ ان کے مالک ہو گئے۔ اور اس بنیاد پر ان انفرادی ملکیتوں میں غیر ممالک کی مداخلت کو منع فرمایا مثلاً ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَأْكُلُواْ أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلاَّ أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ وَلاَ تَقْتُلُواْ أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيماً (سورۃ النساء)

ترجمہ: مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ ہاں اگر آپس کی رضامندی سے

تجارت کا لین دین ہو (اور اس سے مالی فائدہ ہو جائے تو وہ جائز ہے) اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو کچھ شک نہیں کہ اللہ تم پر مہربان ہے۔ انفرادی ملکیت کی یہ حقیقت کہ دنیا کی ہر چیز اصل میں اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس نے بندوں کو اس کا مالک بنا دیا ہے قرآن کریم نے جا بجا بیان فرمایا ہے اور اس حقیقت کے اعتبار سے اشیاء صرف اور وسائل پیداوار کے درمیاں کوئی فرق نہیں رکھا۔

چنانچہ زمین کے بارے میں بھی بعینہ یہی بات قرآن کریم نے ان الفاظ میں ارشاد فرمایا۔

إِنَّ الْأَرُضَ لِلّٰهِ يُورِثُهَا مَن يَشَاءُ مِنُ عِبَادِهِ وَالُعَاقِبَةُ لِلُمُتَّقِيُنَ(سورۃ الأعراف)

ترجمہ: بلاشبہ زمین اللہ کی ہے اور اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث (مالک) بنا دیتا ہے (جدید معاشی مسائل اراضی کا اسلامی نظام از مولانا تقی عثمانی صاحب تالیف وترتیب از مولانا مفتی محمود احمد دار الأفتاء جامعہ اشرفیہ لاہور)

درج بالا مضمون میں اس بات کی وضاحت حاصل ہوئی کہ زمین انفرادی ملکیت کیلئے اہل ہے اور جو شخص بھی اس دنیا میں اس کا مالک ہو گیا وہ اپنی مرضی سے اس میں ہر قسم کا تصرف کر سکتا ہے اگر کوئی اس کے مالک کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف کریگا یا مالک کو زبردستی بے دخل کریگا وہ غاصب اور ظالم ہو گا اگرچہ وہ بادشاہ وقت کیوں نہ ہو اسلام آباد سیکٹر آئی الیون کی کچی آبادی میں عرصہ دراز سے لوگ مالکانہ حقوق کے ساتھ اس علاقے کے مکین تھے باقاعدہ اپنے مکانوں کی خرید وفروخت کرتے تھے اور کسی نے ان کو منع نہیں کیا تھا۔ یہ تمام اور اس جیسے کفریہ اعمال امریکہ کے کہنے پر ڈالروں کے عوض میں کر لئے جاتے ہے اس کفری اعمال کے باوجود پاکستانی حکمران اسلام کا لبادہ اُوڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی غرض سے سال بارہ مہینے ریڈیو پاکستان صوت القران نامی چینل سے تلاوت کلام پاک اور درباری علماء کے ذریعے شرعی مسائل وغیرہ کی نشر واشاعت پابندی سے نشر کئے جاتے ہیں غرض یہ کہ ممالک اسلامیہ والے اس طاغوتی اور مہلک تہذیب اپنانے کے عادی بنتے چلے گئے بے حیائی عُریانی اور فحاشی کو عام کرنے کی غرض سے سینماؤں کو کھلی اجازت ملی مار دھاڑ اور عاشقانہ فلموں نے نوجوانوں کا ستیاناس کر دیا اور ہر شہر میں لاتعداد سینما گھر بنا کر مسلم نوجوانوں کو اس طرف متوجہ کیا گیا تا کہ وقت اور پیسہ ضائع کرنے کیساتھ ساتھ مستقبل میں ہمارے مسلم نوجوانوں کو تعمیری سوچ سے محروم رکھا جائے ہالی وُڈ، بالی وڈ، لالی وڈ جیسے بدنام زمانہ فلمی سٹوڈیوز جس کا سارا عملہ یہودی تنظیم دی فریمسن سے وابستہ ہے شب و روز بے حیائی پھیلانے میں مصروف ہیں قتل وغارت گری چوری ڈکیتی کے جدید طریقے ہمیں مغربی فلموں کے ذریعے سیکھائے گئے اِسی طرح بین الاقوامی سطح پر مغربی تہذیب پھیلانے میں فیشن ویک کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے عام وبیشتر پاکستان میں شہر لاہور کا انتخاب کیا جاتا ہے اس وجہ سے مکینان لاہور کو زندہ دلان لاہور کا خطاب دیا جاتا ہے اور مزید ستم کی بات یہ ہے کہ فیشن میں ٹی وی بھی بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے اس پر بھاری رقوم خرچ کرائے جاتے ہیں عریانی کی مختلف ڈیزائن متعارف کرائی جاتی ہیں تا کہ مسلمان قوم کو جلد گمراہ کر کے مغربی تہذیب کو فروغ ہو سکے اس کے علاوہ مقابلہ حسن کا بھی بڑے زور وشور کے ساتھ اہتمام کیا جاتا ہے ۲۰۰۰ء کے بعد بیرونی ممالک میں جتنے بھی مقابلے حسن ہو چکے ہیں اس میں زیادہ تر افغانستان سے آئی ہوئی لڑکی کو ملکہ حسن کا مڈال دیا جاتا ہے اگرچہ وہ لڑکی حسن کے اعتبار سے چنداں حسینہ نہ بھی ہو پھر بھی اس کو ملکہ حسن قرار دیا جاتا ہے تا کہ افغان عوام کو یہ باور کرایا جائے کہ افغانستان طالبان کے دور میں ایک پسماندہ ملک تھا اور گلوبل ویلج میں شامل ملک نہیں تھا اب افغانستان کو گلوبل ویلج میں شامل کر کے گویا افغان عوام کا نام روشن کیا گیا۔ اور یہ بات شاید آپ تسلیم نہیں کریں گے مگر یہ حقیقت ہے کہ زمبابوے میں بدصورتی کا مقابلہ ہوا جس میں ایک بدصورت نے مقابلہ جیتا اور انعام سے نوازا گیا۔

(جاری ہے)

فرمان الٰہی

تم ان لوگوں کی سرکوبی کیلئے کیوں تیار نہیں ہوتے جنھوں نے اپنی قسم کو توڑ دیا اور پیغمبر ﷺ کو جلا وطن کرنے کی فکر میں ہیں اور خود ہی اول بار انہوں نے تم سے چھیڑ کی ہے۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟

اللہ ہی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس کا ڈر رکھو بشرطیکہ تم ایمان والے ہو۔

ان سے تم جنگ کرو اللہ تعالیٰ انہیں تمہارے ہاتھوں عذاب دے گا، انہیں ذلیل و رسوا کرے گا، تمہیں اۃ پر مدد دے گا اور مسلمانوں کے کلیجے ٹھنڈے کرے گا۔

اور ان کے (مؤمنوں ک) کے دل دل کا غم وغصہ دور کرے گا اور وہ جس کی طرف چاہتا ہے رحمت سے توجہ فرماتا ہے۔ اللہ جانتا بوجھتا حکمت والا ہے

کیا تم یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ تم چھوڑ دیے جاوگے حالانکہ اب تک اللہ نے تم میں سے سنہیں ممتاز نہیں کیا جو مجاہد ہیں اور جنہوں نے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور مؤمنوں کے سوا کسی کو دلی دوست نہیں بنایا، اللہ خوب خبردار ہے جو تم کر رہے ہو

(سورہ التوبہ آیت ۱۳ تا ۱۶)

پاکستانی حکمرانوں اور فوج کے مظالم نے مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کیا!

تحریر: ازمحترم سربکف صاحب

ویسے تو پاکستانی فوج اور حکمرانوں کے مظالم کا ایک لمبا چوڑا داستان اس وقت تاریخ کے اوراق میں سُپرد قلم ہے لیکن بد قسمتی سے ہمیشہ برسر اقتدار طبقہ اور پاکستان کا خفیہ ادارہ آئی ایس آئی نے کمال مہارت ظاہرداری اور بناوٹی منحوس چہرے کی مدد سے مسلمانوں کو جہالت کے اندھیروں میں رکھا اور سادہ لوح مسلمانوں نے حکومت وقت کے اس ظاہری خوشنما چہرے پر اعتماد کا اظہار کیا جس کی بدولت در پردہ اس کفری، منحوس چہرے کی پہچان میں عرصہ دراز تک مشکلات پیش آرہی تھیں

> اگر ایک طرف ہٹلر یا بدنام زمانہ لیلن وسٹالن کا قتل عام اور انکار خدا کے نظریئے کا اندازہ لگایا جائے تو پھر بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ مسلمانوں کے حق میں اتنا زیادہ خطرناک اور مہلک نہیں تھے کیونکہ وہ منافقت کے بجائے صریح کفر کا حامل وعلمبردار تھے جبکہ دوسری طرف موجودہ پاکستانی حکمران اور فوج اسلام کے لبادے میں وہ کالے بھیڑے ہیں جو مسلمانوں کیلئے مار آستین سے کم نہیں ہیں۔

مروج سیاست کے مقاصد بھی یہی ہیں کہ اسلام کے نام پر در پردہ سیاہ مقاصد کو مروت، قومی احساسات، ہمدردی اور ظاہری شفقت نما لبادے میں لپیٹ دیا جائے اگر غور کیا جائے تو بآسانی یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ محمد علی جناح کے ہاتھوں جس پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا یہ دراصل مسلمانوں کی سرکوبی کیلئے ہی تھا مرور زمانہ کے ساتھ یہ نظریہ تسلسل کے ساتھ نقل در نقل ایک حکمران سے لے کر دوسرے حکمرانوں اور ایک فوجی جرنیل سے لے کر دوسرے فوجی جرنیلوں میں باقاعدہ منظّم طور پر منتقل ہو رہا ہے اس طرح فوج اس نظریئے کو عام کرنے والوں کی محافظ اور مخالفت کرنے والوں کو دہشت گرد کا نام دے کر مسلح جنگ کے نتیجے میں صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتی ہے۔

جب محمد علی جناح اس ملک کا پہلا صدر بنا تو اس نے قوم سے خطاب کرتے ہوئے اس بات کی طرف اشارہ دیا کہ چونکہ پاکستان ایک نوزائدہ ملک ہے اور کسی بھی نوزائدہ ملک کیلئے فوری طور پر قانون مرتب کرنا مشکل ہے اس لئے چاروناچار رائج نظام پر ہی اکتفا کرنا ہوگا۔ یہ سن کر سمجھنے والے سمجھ گئے کہ پاکستان میں اسلامی قانون کا نفاذ ناممکن ہے اور نہ سمجھنے والے ایسے مراحل سے گزر کر بھی اب تک نہیں سمجھ پا رہے ہیں جبکہ جمہوریت پسندی کی وجہ سے قہر الٰہی کو دعوت دے کر بھی خود کو مسلمان تصور کرتے ہیں عسکری وفوجی نظام کو برقرار رکھ کر ہر قسم اسلامی معیار کو نظرانداز کیا گیا اب پاکستانی حکمرانوں اور فوجی اداروں کو صرف وہ لوگ مسلمان سمجھتے ہیں جن پر کسی نہ کسی صورت میں استشراق کا سیاہ دھبہ صاف نظر آتا ہے۔

اگر ایک طرف ہٹلر یا بدنام زمانہ لیلن وسٹالن کا قتل عام اور انکار خدا کے نظریئے کا اندازہ لگایا جائے تو پھر بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ مسلمانوں کے حق میں اتنا زیادہ خطرناک اور مہلک نہیں تھے کیونکہ وہ منافقت کی بجائے صریح کفر کے حامل وعلمبردار تھے جبکہ دوسری طرف موجودہ پاکستانی حکمران اور فوج اسلام کے لبادے میں وہ خطرناک سانپ ہیں جو مسلمانوں کیلئے مار آستین سے کم نہیں ہیں یہ مار آستین موجودہ نظام کی مخالفت کرنے والوں کو سٹیٹ مخالف قرار دے کر پے در پے مسلمانوں کے خون میں زہر ملا کر ایک سالم انسان کو ایسے جانور میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں جو لاشعوری طور پر خود اعتمادی کے جوہر کھو کر نابیناؤں کی طرح اس حکمران اور فوج کا گرویدہ بنا بیٹھا رہتا ہے۔

مختلف ادوار میں مختلف جرنیلوں اور وزیر اعظموں نے اسلامی نظام کے داعین کی سرکوبی کیلئے وہ حربے بروئے کار لائے جسے دیکھ کر ابلیس شیطان بھی شرماتا ہے سقوط ڈھاکہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے وہاں کے مسلمانوں پر ایسے مظالم ڈھائے گئے کہ سن کر ایک عقلمند انسان حواس کھو بیٹھتا ہے ان گنت افراد کو قتل اور عورتوں کی عزتوں کو لوٹنے کے واقعات آج تک سننے کو ملتے ہیں، اس فوج کا کمال یہ بھی ہے کہ دنیا بھر میں اپنے مقاصد تک رسائی کیلئے مختلف ممالک میں مختلف اسلامی ناموں سے منصوب پرائیویٹ لشکر تیار کرتی ہے دہشت گردی سے جنگ کے نام پر کاروبار کرنا اس فوج کا بڑا اہم کردار ہے وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف بھی ایک تقریب میں بے ساختہ بول پڑا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستانی فوج کی پالیسی ہمیشہ دوہرے معیار کا شکار رہتی ہے ملکی سیاستدانوں کو اپنے پاؤں چاٹنے پر مجبور کرنے کیلئے ہمیشہ امن وآمان برقرار رکھنے کا نام نہاد نعرہ لگاتی ہے۔

اوپر سے بنگلا دیشی مسلمانوں کے سروں پر سے پاکستانی فوجیوں کی بندوقوں کا سایہ پورے طرح نہیں ہٹا تھا کہ رہی سہی کسر بھٹو نے پوری کردی اور بنگلا دیش کے باسیوں کو سور کی اولاد کا خطاب دیا۔ مشاہدہ سے ثابت ہے کہ پاکستان اندرونی طور پر ایک کرپٹ، ظالم اور ہمیشہ خونخوار افراد کے قبضے میں رہا ہے پھر بھی دانستہ طور پر حکمرانوں اور فوج میں بعض افراد اسلام پسندی، صوم وصلوۃ کا پابند شمار کئے جاتے ہیں مگر یہ حقیقت نہیں بلکہ یہ بھی ایک شیطانی حربہ ہے جو ایک طرف یہود و نصاریٰ کی خوشنودی کا سبب ہے تو دوسری طرف اقتدار پر قابض رہنے کی ہوس رکھنے والوں کیلئے بہترین اصول ہیں۔

بہت سے لوگ جنرل ضیاء الحق کو ایک سچا اور صحیح معنوں میں مسلمان تصور

کرتے ہیں لیکن اگر دیکھا جائے تو جنزل ضیاء الحق وہ شخص تھا جس نے ۱۹۷۰ء میں جب فوج میں بریگیڈئیر کے عہدے پر فائز تھا اس دوران جنزل ضیاء الحق اردن میں فوجی ٹرینگ کمیشن کے سربراہ تھے تو اس وقت اردن بادشاہ نے اسرائیلی وزیر اعظم کے ایما پر فلسطینی مہاجرین کے خلاف اسلحہ اٹھایا تو جنزل ضیاء الحق نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے اور اردنی بادشاہ کی حمایت میں فلسطینی مجاہدین کو بے دردی سے شہید کیا یہ دیکھ کر اسرائیلی وزیر اعظم خوشی کے مارے بے ساختہ کہنے لگا کہ اتنے لوگوں کو تو ہم بھی قتل نہیں کر سکتے جتنے انہوں نے خود قتل کیے۔

اپنے دور اقتدار میں مذہبی حلقوں کی طرف سے پیش کردہ شریعت نامی بل کو منظور نہیں ہونے دیا اس کے علاوہ افغانستان پر روسی یلغار کو شکست دینے کیلئے غیور مسلمانوں نے ملکر جان ومال کی قربانی دی اور روسی افواج کو پسپائی پر مجبور کر دیا جب روس کو انخلاء کے بغیر دوسرا کوئی راستہ نظر نہیں آیا تو اسی برائے نام مسلمان نے افغان فتح کو جنیوو مذاکرات کی کامیابی کا نام دے کر مسلمانوں کی سربلندی کی نشانات کو منوں مٹی تلے دبا دیا اب روسی شکست اور اسلام کی فتح مسلمانوں کے نام کی بجائے مذاکرات کی کامیابی کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے جس میں کفری دنیا کی کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔

محمد علی جناح سے لیکر جنزل ضیاء الحق کے سیاہ دور گرزنے کے بعد جب جنزل مشرف کی باری آئی تو پاکستان بننے کا اصل مقصد اور حکمرانوں کے سیاہ چہروں سے پردہ اٹھنا شروع ہو گیا اب زیادہ تر وہ لوگ بھی سمجھنے لگے جو اب تک پاکستان کو اسلام کا قلعہ اور فوج کو اسلام اور مسلمانوں کی محافظ فوج تصور کر رہے تھے اس کے دور حکمرانی میں افغانستان میں برسر اقتدار طالبان کے اندر اسلام کے نام پر اچھے اور باہمی تعلقات استوار کیئے اور موقع ملتے ہی ”سب سے پہلے پاکستان“ کا فارمولا سامنے رکھ کر پاکستانی مسلمانوں کی عقل کی آنکھوں میں دھندلا پن پیدا کرنے کی غرض سے قوم کے سامنے افغانستان پر امریکی حملے کے نتیجے میں پاکستان کی سالمیت کو اولین ترجیحات دینے کا بہانہ بنایا اور یوں امارت اسلامی کے خلاف نیٹو افواج میں صف اول کا اتحادی بن گیا اسی طرح امارت کا نام ایک مرتبہ پھر کرہ ارض سے مٹا دیا گیا، طالبان رہنماؤں کو گرفتار کر کے امریکہ کے ہاتھوں مہنگے داموں فروخت کرنے کے کاروبار کی پہلی اینٹ کی بنیاد اس منحوس فوج، برسر اقتدار حکمران اور پاکستانی خفیہ ادارہ آئی ایس آئی کے اشتراک عمل کے نتیجے میں رکھ دی گئی اس طرح شیطان کے کارندوں کا وہ پرانا خواب پورا کرنے میں یہ اشتراک عمل کاری گر ثابت ہوا۔ اس زخم سے تازہ خون بہہ رہا تھا کہ اسلام آباد میں لال مسجد کا عظیم اندوہناک واقعہ پیش آیا جس میں جامعہ حفصہ کی نہتے طالبات پر فاسفورس بم گرا کر آتش نمرود میں زندہ انسانوں کو جلا ڈالا اور اس کے بعد حق و باطل کے درمیاں باقاعدہ جنگ چھڑ گئی سوات میں مولانا صوفی محمد صاحب کی قیادت میں جب اہل سوات نے نفاذ شریعت کا مطالبہ کیا تو اس تحریک کو اسلحے کی نوک پر دبا دیا گیا قائدین کو جیل کے سیاہ دروازوں کے پیچھے دھکیل دیا گیا اس کے چند عرصہ بعد مشہور و معروف تحریک طالبان نے نفاذ شریعت کی خاطر سر اٹھایا تو اس تحریک کے کارکنوں کو ایسی سزائیں دی گئیں کہ فرعون وشداد و نمرود اگر زندہ ہوتے تو وہ بھی یہ دیکھ کر انگشت بدندان رہ جاتے، وادی سوات کے نامور علماء کرام، مسلمان لڑکوں، لڑکیوں کے قتل عام، گرفتاریاں، جیلوں میں اذیتیں، اجتماعی جبری جنسی زیادتیاں، ماورآئے عدالت قتل، یہاں تک کہ زندہ انسانوں کو چکی کی دو پاٹ میں پیس کر انسانی اعضاء سے جوس نکالنے سے بھی گریز نہیں کیا گیا ایسے واقعات کی سینکڑوں ویڈیوز دیکھ کر پاکستانی فوج کا وہ جھوٹا پروپیگنڈا سربازار رسوا ہو جاتا ہے کہ یہ فوج اسلام اور مسلمانوں کی محافظ فوج ہے۔ سوات کے علاوہ اگر شمالی اور جنوبی وزیرستان کے حالات پر ایک نظر ڈالی جائے تو یوں محسوس ہوگی کہ یہاں کسی چنگیزی لشکر نے سوئے ہوئے بے خبر مکینوں پر شب خون مارا ہو، بازاروں، بلند بالا عمارتوں، گلی کوچوں بلکہ ہر کھڑی دیوار کو زمین بوس کیا گیا بے خطا اور بے قصوروں کو یکساں طور پر نشانہ بنایا گیا، فوج کے ہاتھوں عوامی املاک کو ایسا بے دریغ نقصان دیا گیا کہ جس کی مثال دنیا بھر میں کسی نے دیکھا اور نہ سنا ہوگا بے گناہ مسلمان گرفتار شدہ گان کو تختہ دار پر لٹکانے کیلئے نام نہاد عدالتوں کے نام سے علیحدہ پروگرام تشکیل دیا گیا جس میں سزائے موت کی توثیق کی چابی اسی فوجی سربراہوں کے پاس ہے جو مسلمانوں کی صف اول کا دشمن ہے حالانکہ دنیا کے کسی بھی ملک میں یہ قانون نہیں کہ جس میں ایک طبقہ یا شخص مدعی ہو اور جج بھی ہو یہ قانون اور طریقہ کار صرف اور صرف پاکستان میں رائج ہے، پاکستانی فوج اس گھناؤنے اعمال کو عدل وانصاف سمجھ کر اس پر فخر بھی کر رہی ہیں۔ یہی چند بڑی بڑی اور موٹی موٹی باتیں ہیں کہ کمزور و ناتواں مسلمانوں نے بالآخر مجبور ہو کر اس ظالم اور امریکی چمچوں کے خلاف اپنے بس اور استطاعت کے مطابق مسلح جنگ پر امادگی کا اظہار کیا اور یہ تعداد دن بدن بڑھتی جارہی ہے جوں جوں ان ظالموں کے ظلم و بربریت میں اضافہ ہوتا ہے اسی طرح ردعمل کے طور پر مسلمانوں کے صبر وتحمل کا پیمانہ بھی لبریز ہوتا جارہا ہے اور بلا خوف وخطر اس ظالم کے خلاف جان ومال کی قربانی دینے پر تیار ہو رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆

مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کرنا کافروں کی مدد کرنا ہے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ میں کفار کے ساتھ دوستی کرنا یا ان کی مدد کرنے سے بہت وعید فرمائی ہے جس نے کفار کے ساتھ دوستی کی یا مسلمانوں کے رازوں کو کفار تک منتقل کیا تو اس کا حکم بھی اُن کفار جیسا ہوگا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: اور جو شخص تم میں سے اُنہیں دوست بنائے گا وہ بھی اُنہی میں سے ہوگا بیشک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں فرماتا ۔ (المائدہ ایت ۵۱)

خدا سب کا ایک ہے کوئی بھگوان کہتا ہے کوئی خدا

تحریر: از ابو اسامہ

میاں نواز شریف جسے پاکستانی سادہ لوح مسلمان بھائی وزیراعظم پاکستان سمجھتے ہیں اس نے نریندر مودی کے خوف سے دو مرتبہ اپنے حقیقی رب لایزال سے بے زاری کا برملا اعلان کیا اور یہ اعلانات آن دی ریکارڈ ہیں اس کے باوجود یہ وزیراعظم مسلمان کہلاتا ہے اور اس ملک خداداد کو اب بھی اسلام کا قلعہ کہا جاتا ہے مگر ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ دنیا کی محبت اور عہدے کی ہوس و لالچ ایسی چیزیں ہیں کہ انسان کو اندھا اور گونگا کر دیتی ہیں اور یہی چیزیں تھیں کہ جس نے شیطان لعین کو فرشتوں کی صف سے نکال کر ہر اول کافر بنا دیا، جس نے قابیل کو اپنے بھائی ھابیل کے قتل پر اُکسایا، جس نے قوم نوح علیہ السلام کو نوح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت سے انکار پر اُبھارا، جس نے قوم عاد کو ھود علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی گستاخی پر برآنگیختہ کیا، جس نے قوم ثمود کو صالح علیہ السلام کے قتل کرنے کیلئے اٹھایا، جس نے قذار (قوم ثمود میں سے بڑا ابد بخت آدمی) سے معجزانہ اونٹنی کو قتل کروایا، جس سے پوری قوم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب برسا، جس نے نمرود ملعون کو ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مقابلے کیلئے تیار کیا، جس نے مقابلہ ہارنے کے باوجود بھی ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں ڈال دیا، جس نے موسیٰ کلیم اللہ کے معجزات سے انکار کرنے پر فرعون اور اس کی قوم کو لا کھڑا کر دیا۔

اس موقعہ پر میاں نواز شریف نے مزید یہ بھی کہا کہ اسلام مذہبی امتیاز کا قائل نہیں اور نہ ہی پاکستان کسی مذہب کی مخالفت کرتا ہے یہ ایک قومی ریاست ہے جس میں ہر مذہب کے رہنے والوں کے برابر برابر حقوق ہیں بلکہ پاکستان مذہبی تصادم کو روکنے اور مختلف ادیان کی باہمی رواداری کیلئے وجود میں آیا ہے موصوف نے اس موقعہ پر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آئین کے مطابق پاکستان میں مسلمانوں اور غیر مسلموں سب کے حقوق برابر ہیں ہمارا کام لوگوں کی جنت و دوزخ کا فیصلہ نہیں بلکہ دنیا کو جنت بنانا ہے خدا حکمران سے یہ نہیں پوچھتا کہ کس مذہب کی ترقی کیلئے کام کیا بلکہ یہ پوچھتا ہے کہ مخلوق خدا کیلئے کیا کیا؟

یہی چیزیں تھیں جس کی محبت میں نمرود اور فرعون نے اللہ تعالیٰ کی الوہیت سے انکار کیا یہی چیزیں تھیں کہ جس کی حرص و لالچ میں یہود نے نبی آخرالزمان ﷺ کی نبوت و رسالت سے انکار کر کے تورات میں ذکر کردہ صفات میں تحریف کی، یہی چیزیں تھیں کہ جس کی پاداش میں مشرکین مکہ نے رحمت عالم ﷺ کی نبوت سے انکار پر امادہ کر کے مکہ سے نکالنے پر مجبور کر دیا یہی چیزیں (عہدہ اور مال) تھیں جس کو ابوجہل اور اسکے ہم عقیدہ مشرکوں نے رسول خدا ﷺ کو اپنی نبوت کی دعوت سے سبکدوش ہونے کیلئے پیش کیے کہ عرب کی حسین ترین لڑکیوں کی شادیاں آپ ﷺ سے کروا دیں گے مزید آپ ﷺ کو ساری قوم کا سردار تسلیم کر دیں گے اور اپنے مال و زر کا بھی مالک بنا دیں گے، مگر سردار دو جہاں ﷺ نے اس پیشکش کو یکسر ٹھکرا دیا اور فرمایا کہ اگر سورج میرے داہنے ہاتھ اور چاند بائیں ہاتھ پر رکھے اور سونے چاندی کا مجھے مالک بنا دیا جائے (اگر چہ یہ چیزیں تمھارے دست قدرت میں نہیں) تب بھی میں اپنی دعوت سے زرا برابر پیچھے نہیں ہٹوں گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ و رسول ﷺ کی مخالفت کرنا، قبر و حشر کو بھولا دینا، جنت جہنم کو وہمی تصور کرنا، یوم آخرت کو بھولا دینا وغیرہ کیلئے یہی چیزیں کافی ہیں اور انہی چیزوں نے موجودہ حکمرانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رکھی ہیں، اپنی سیاست کو چمکانے، پارٹی کو بڑھانے اور مستقبل میں دوبارہ عہدہ حاصل کرنے کی غرض سے نہ ایمان کی فکر، نہ اللہ کا خوف، نہ عذاب قبر کا ڈر، نہ جہنم کے سانپ، بچھوؤں کے ڈسنے کا خیال بلکہ ووٹ حاصل کرنے کیلئے ہر کسی کا دین و مذہب اپنانے سے بھی دریغ نہیں کرتے، اب تک اسلام کے لبادے میں جمہوریت کو دین و مذہب سمجھتے ہوئے مسلمانان پاکستان کے سامنے خود کو مسلمان اور اس ملک کی فوج و پولیس اور انٹیلی جنس کو اسلام کی محافظین دکھانے کیلئے دھوکہ دیا جا رہا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر ہندوؤں سے ووٹ حاصل کرنے کیلئے ہندو مذہب کی تائید اور خود کو ہندو ظاہر کرنے پر بھی نہیں شرماتے ہمیں افسوس اس بات پر نہیں کہ موجودہ حکمران نے جمہوریت اپنایا، یا ہندو مذہب کی تصحیح و تائید کر ڈالی بلکہ افسوس ان درباری مولویوں اور تعلیم یافتہ طبقے پر ہے کہ یہ سب کچھ سمجھتے ہوئے ایک کافر، ہندو، سیکولر، لبرل شخص کے پیچھے پیچھے جا رہے ہیں کیونکہ میاں نواز شریف بقول سادہ لوح مسلمان وزیراعظم پاکستان نے نریندرا مودی کو خوش کرنے کیلئے کراچی میں تاجروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مودی تیرا بھگوان میرا بھگوان ایک ہے تم بھی آلو گوشت پسند کرتے میں بھی آلو گوشت پسند کرتا ہوں (یعنی تیری پسند میری پسند)

جب اس سے مودی کی خوشی کے آثار دیکھنے میں نہ آئے تو روزنامہ امت ۱۵ مارچ ۲۰۱۷ء کے حوالے سے ایک حیران کن خبر پڑھنے کو یہ ملی کہ کراچی میں ہولی کی تقریب میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خدا سب کا ہے کوئی بھگوان کہتا ہے کوئی خدا۔

اس موقع پر میاں نواز شریف نے مزید یہ بھی کہا کہ اسلام مذہبی امتیاز کا قائل نہیں اور نہ ہی پاکستان کسی مذہب کی مخالفت کرتا ہے یہ ایک قومی ریاست ہے جس میں ہر مذہب کے رہنے والوں کے برابر برابر حقوق ہیں بلکہ پاکستان مذہبی تصادم

کورو کنے اور مختلف ادیان کی باہمی رواداری کیلئے وجود میں آیا ہے موصوف نے اس موقع پر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آئین کے مطابق پاکستان میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے حقوق برابر ہیں، ہمارا کام لوگوں کی جنت و دوزخ کا فیصلہ نہیں بلکہ دنیا کو جنت بنانا ہے خدا حکمران سے یہ نہیں پوچھتا کہ کس مذہب کی ترقی کیلئے کام کیا بلکہ یہ پوچھتا ہے کہ مخلوق خدا کیلئے کیا کیا ؟ میاں نواز شریف نے اس گل افشانی کے علاوہ ہندؤں کو بھائیوں کا کہہ کر پچاس کروڑ نقد رقم دینے کا بھی اعلان کیا، گلوکار وزیر اعظم میاں نواز شریف نے زندہ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس موقع پر یہ بھی کہا کہ دس سال پہلے معروف سنگر رفیع اور میری آواز میں کوئی فرق نہیں تھا۔

اس سے پہلے اسی وزیر اعظم نواز شریف نے کہا تھا کہ قادیانی ہمارے بھائی ہیں جبکہ ۲۷مارچ ۲۰۱۷ء کو وزارت داخلہ حکومت پاکستان نے ہر پاکستانی مسلمان شہری کو اپنا مذہب تبدیل کرنے کی باقاعدہ اجازت دے دی ہے ایکسپریس ٹریبون رپورٹ کے مطابق فشل بن خالد پیدائش ۱۹۸۷ء اس معاملہ میں سرفہرست ہے جو کراچی کا رہنے والا ہے اس نے وزارت داخلہ کو درخواست دی کہ وہ باپ کی وجہ سے نادرا میں مسلمان درج ہے درخواست گزار نے درخواست دیتے ہوئے کہا کہ تمام کاغذات میں مذہب کے خانہ میں اسلام کی بجائے یہودی لکھا جائے۔

چنانچہ اگر غور کیا جائے تو اس صدی میں جتنا نقصان نواز شریف نے اسلام اور مسلمانوں کو پہنچایا کسی اور نے نہیں شیعوں قادیانیوں کو بھائی کہہ کر پکارا اب ہندؤں کے مذہب کا مطالعہ کئے بغیر بھگوان کو رب تسلیم کرنے لگا اس جاہل وزیر اعظم کو اس بات کا بھی علم نہیں کہ ہندو اللہ کو بھگوان نہیں کہتا بلکہ پتھر سے بنے ہوئے مورتی (بت) کو بھگوان کہتا ہے وہ اس عقیدہ کے ساتھ کہ بعض خدائی تصرفات میں اس (بت کو) تصرف حاصل ہے (چونکہ بھگوان کے متعلق باتیں ایک الگ بحث ہے اور میں یہاں اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا) بلکہ مقصود یہ ہے کہ ایک ایسا ملک جس کا تعارف دنیا میں ایک مسلمان ملک کے نام سے ہے اور اس ملک کا وزیر اعظم ہوش و عقل سے یہ کہتا ہے تو اس کا ایمان باقی نہیں رہا تو پھر کیوں تجزیہ نگاروں، صحافیوں، کالم نگاروں مولوی حضرات اور دیگر طبقہ علم نے نواز شریف کی اس مکروہ اور غلیظ باتوں پر بحث نہیں کی اور نہ ہی قوم پر یہ واضح کیا کہ ہمارا نام نہاد وزیر اعظم دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

نیتجتًا اس صورت حال سے دو صورتوں میں سے ایک صورت کا ظاہر ہونا ایک لازمی امر ہے یا تو پاکستان میں رہتے ہوئے سب لوگوں کا یہی عقیدہ ہے (الامن شاء اللہ) کہ ہندؤں کا بھگوان سب پاکستانیوں کا بھگوان ہے، اور یا تو اس جیسے نظریات کو کفر نہیں سمجھتے حالانکہ شرعی قاعدہ کلیہ ہے!

من لم یکفر الکافر او صحح مذهبه او شك فى كفره فهو كافر اجماعاً(نواقض الایمان ،الناقض الثالث)

کافر سے مراد ہر کافر و مشرک مراد ہے چاہے یہود و نصارٰی ہو یا بت پرست (ہندو) یا مرتدین ہوں۔ یہ عقیدہ رکھنا جس کا بحوالہ اوپر ذکر ہوا رکھنا فرض ہے کہ مذکورہ بالا قسم کے لوگ کافر ہیں اب اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ یہ کافر نہیں تو وہ شخص بھی کافر ہو جاتا ہے یا ان کے کفر میں شک کرے۔ مثلاً کوئی یہ کہے کہ مجھے علم نہیں کہ یہ مذکورہ بالا قسم کے لوگ کافر ہیں یا نہیں ؟ یا ان کے مذہب کو صحیح سمجھے، مثلاً کوئی یہ کہے کہ یہودیت، نصرانیت یا ہندومت دین بھی صحیح ہے یا کوئی یہ کہے کہ جمہوریت کی رو سے سب کو اجازت ہے کہ جو شخص جو بھی دین و مذہب اختیار کرنا چاہے اختیار کر سکتا ہے یا یہ کہے کہ ہم تمام ادیان کا احترام کرتے ہیں جیسا کہ اس جاہل وزیر اعظم کا عقیدہ ہے یا موجودہ دور میں امریکہ اور اسکے اتحادیوں کا ساتھ دیں، اور مجاہدین کے خلاف جنگ کو صحیح سمجھ بیٹھے جیسا کہ افواج پاکستان یا دیگر نام نہاد اسلامی ممالک کی فوج مسلمانوں کے خلاف لڑتی ہے، یا کوئی اس جنگ میں مسلمانوں کے خلاف کسی بھی لڑنے والی فوج کے ساتھ تعاون کرتا ہو یا تعاون کرنے والوں کو کافر نہ سمجھے تو وہ شخص بھی کافر ہو جاتا ہے۔

تو پھر اس دوسری صورت میں بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے جو ہندو کا بھگوان اپنا بھگوان یا اپنا خدا تسلیم کرتا ہے جبکہ دوسری طرف اللہ اور اس کے قانون کی مخالفت میں اتنے آگے جا چکے ہیں کہ فوج تو کیا عوام کو بھی اس جنگ میں دھکیلا جا رہا ہے نیشنل ایکشن پلان اس کی واضح مثال ہے اور مزید اللہ کے دین کے سپاہیوں کے خلاف فوجی برائے نام عدالتوں (جسے عدالت کا نام دینا عدالت کی توہین ہے) کا وقت بڑھایا جاتا ہے تا کہ اللہ کا قانون سرزمین پاکستان پر نافذ نہ ہو ہندؤں کا بھگوان قبول ہے پر طالبان کا خدا قبول نہیں۔

ہندؤں کیلئے حقوق ہیں مگر طالبان اور اس جیسے مسلمانوں کیلئے نہیں۔ گائے کے پجاریوں کیلئے پچاس کروڑ کا اعلان مگر اللہ کے سامنے سجدہ کرنے والوں کے خلاف نیشنل ایکشن پلان تیار کیا جاتا ہے۔ ہندؤں کیلئے دنیا کو جنت بنانا ہے مگر مسلمانوں کیلئے جہنم۔ ان پر زمین تنگ کر کے ہجرتوں پر مجبور کیا جیٹ جہازوں اور ہیلی کاپٹروں کی بمباری سے انسانوں بھرے قصبات، دیہاتوں، مساجد، مدارس کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیا۔ اللہ کی کتاب کے حافظوں اور حافظات کے ابدان کو فاسفورس بموں سے راکھ میں تبدیل کیا قرآن و حدیث کی کتابوں کی بی حرمتی کی گئی۔

اللہ سے دشمنی کرنے والوں کو دوست اور اللہ سے دوستی کرنے والوں کو مبغوض قرار دیا۔ علماء کی شہادتوں اور بی حرمتیوں کے سلسلے کو طول دیا گیا۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال گردانا۔ قومی خزانوں میں لوٹ مار اور قابض و غاصب مافیا کو کھلی چھٹی دی گئی۔ فحاشی و عریانی کو فروغ جبکہ دین کی فروغ کو دہشت گردی شمار کیا۔ غرض یہ کہ دین اسلام اور مسلمانوں کی نابودی کی خاطر تمام سرحدیں پار کر دی گئی۔

☆☆☆

قسط دوم

مجھ پر کیا گزری

درنایاب

اب مجھ پر سارا راز کھل گیا کہ مجھے تفتیش کا سامنا ہے مگر تفتیش کس بات کی میں نے اپنی زندگی پر نظر ڈالی کہ آخر وہ کیا کام ہوسکتا ہے جو حکومت وقت کیلئے نقصان دہ ہو مگر میں نے اپنی زندگی میں کوئی بھی ایسا عمل نہیں پایا، البتہ اگر بابا جی کے متعلق پوچھا گیا تو میں یوں کہوں گا کہ وہ تو سال خوردہ بزرگ ہیں اور بلڈ پریشر کی بیماری بھی لاحق ہے اگر اس نے بقول شما گستاخی کی ہے تو آپ لوگ درگذر کریں، لیکن بات ایسی نہیں تھی، تفتیش شروع ہوئی تو پہلا سوال جو سخت لہجے میں داغ دیا گیا اور مجھے اس کی توقع بھی نہیں تھی یہ تھا کہ تم لوگ دہشتگردوں (مجاہدین) کیلئے کیوں سہولتیں فراہم کرتے ہو؟ میں نے نفی میں انتہائی مختصر جواب دیا کہ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے، ہمارے گاؤں میں کوئی بھی دہشتگرد نہیں، یہ سنتے ہی اس نے پہلے تشدد کیلئے رکھے گئے اوزار کی طرف دیکھا اور پھر مجھے سمجھانے کی غرض سے خون آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا کہ دیکھو مذاق نہ کرنا سیدھی بات بتاؤ ورنہ میں تم کو راز اگلوانے پر مجبور کروں گا پھر تم بہت منت کرو گے مگر میں تسلیم نہیں کروں گا، میں تم سے زیادہ سخت جان دہشتگردوں سے راز اگلوا چکا ہوں، اب تیری باری ہے جلدی کرو اور تمام صورتحال بتاؤ کہ دہشتگردوں سے تمہارا کتنا تعلق ہے اور باقی ساتھیوں کے بارے میں بھی سچ سچ بتاؤ کیا معاملہ تھا؟ یہ سن کر میں ہکا بکا رہ گیا کیونکہ مجھ سے ایسی باتوں کے بارے میں پوچھا جا رہا تھا کہ جسے میں ہرگز نہیں جانتا تھا جب میں نے وہی بات دہرائی کہ ہمارا تعلق کسی بھی دہشتگرد گروہ سے نہیں تو انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ تم کو ہر صورت میں بات بتانی ہوگی، اچانک مجھے خیال آیا کہ اٹھ کر اس شخص ک منہ پر ایسا مکا رسید کروں کہ اس کے دونوں جبڑوں کو توڑ دوں تا کہ آئندہ کھانے پینے اور بات کرنے سے محروم ہو جائے، مگر میں نے فوراً سنجیدہ ہو کر اس کو ناعاقبت اندیشی قرار دے کر اس ارادہ کو ترک کر دیا کیونکہ یہ لوگ ہمیں مزید گنہگار ثابت کرنے کیلئے بہانے ڈھونڈ رہے تھے۔ آخر کار اس نے وہ اوزار اٹھا کر میری آنکھوں کے سامنے لہرائے اور ساتھ ساتھ یہ دھمکیاں بھی دیتے رہے کہ ابھی تم ضرور بتاؤ گے، ہر چند میں نے اپنے آپ کو پرسکون رہنے کی کوشش کی مگر دہشت تھا کہ مجھ سے نہیں چھپایا جا رہا تھا کیونکہ میں انتہائی خوف زدہ تھا اور بدن پر کپکپی طاری تھی جیسا کہ سخت سردی میں کسی انسان پر ٹھنڈا پانی ڈال دیا گیا ہو، پھر انہوں نے تشدد کے اوزار کو پوری قوت کیساتھ مجھ پر آزمانے کا سلسلہ شروع کیا، ابتداء میں ہر وار ناقابل برداشت تھا اور مجھے دن دہاڑے ستارے نظر آنے لگے اور بے بسی کے عالم میں پوری طرح ان کے نرغے میں تھا مجھے اتنا پیٹا کہ جسے میں بیان نہیں کر سکتا کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ انسان پھول سے نازک اور پتھر سے زیادہ سخت ہے، جب وہ تھک چکا تو پٹائی روک کر پھر وہی مطالبہ دہرایا میں نے پھر انکار کیا کہ مجھے کوئی علم نہیں۔

پھر وہ مجھے اٹھا کر واپس کمرے میں لیجانا چاہتے تھے مگر میں چلنے کے قابل نہ تھا، میرے پاؤں جواب دے چکے تھے چلنے میں لڑکھڑاتا رہا، سابقہ کمرہ نما قفس میں لیجانے کی بجائے مجھے ایک دوسرے قفس میں لیجایا گیا وہاں پہلے سے چند افراد قید تھے جسے میں نہیں جانتا تھا، وہ مجھے تشدد زدہ دیکھ کر فوراً اپنی جگہ سے اٹھے اور مجھے سہارا دے کر بیٹھنے میں مدد کی ان کے چہروں کی معصومیت دیکھ کر مجھے اندازہ ہوا کہ یہ لوگ کافی عرصہ سے یہاں قید ہیں ان کی کل تعداد بارہ تھی جن میں ساٹھ ستر سال کا ایک بوڑھا اور دوسرا اکم عمر نوید نام کا لڑکا بھی تھا جس کی عمر بمشکل دس بارہ سال تھی۔ میں درد کے مارے کراہ رہا تھا انہوں نے میرا بہت خیال رکھا اور ایک قیدی اٹھ کر دیوار کی طرف منہ کر کے کچھ ڈھونڈ رہا تھا میں نے غور سے دیکھا تو دیوار میں ایک دراڑ تھی جس کے اندر انگلی ڈال کر انہوں نے درد روکنے والی گولی باہر نکالی جو کہ اس نے کسی ذریعے سے پیدا کر کے چھپا رکھی تھی وہ مجھے کھانے کیلئے دی لیکن ان کے پاس پانی نہیں تھا اور بغیر پانی کے گولی نگلنا مشکل کام ہے اس بوڑھے شخص نے یہ مشورہ دیا کہ گولی منہ میں رکھ کر خود بخود گھل کر نگل جائے گی میں نے ایسا ہی کیا، گولی بہت کڑوی تھی کھا کر بھی کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا بہر حال کچھ دیر کے بعد میری طبیعت ذرا سنبھل گئی اور قیدیوں سے بے تکلف ہو کر آشنائی شروع ہوئی، میں نے ان سے پوچھا کہ آپ لوگ کس گناہ میں یہاں قید ہیں؟ یہ کہتے ہی ایک دم خاموشی چھا گئی اور سب کے چہروں پر ناگواری کے آثار نمودار ہوئے گویا کہ میں نے کوئی نامعقول بات کی ہو سب پر گہرا سکوت طاری ہو گیا، ماحول میں سناٹے نے اپنے قدم جما کے رکھ دئے میں نے بھی ندامت کے مارے خاموشی اختیار کی اور اپنے مستقبل کے بارے میں سوچنے کے علاوہ بچوں کی یاد نے بھی ستانا شروع کر دیا، مجھے معلوم ہے کہ ہمارے گھر میں تو چوہے قلابازیاں کھاتے تھے، آج صبح گھر سے نکلتے وقت میں نے تو بچوں کو یہ تسلی دیکر آیا تھا کہ میں بہت جلد واپس لوٹ کر کہیں دوسری جگہ منتقل ہونے کیلئے کوئی راہ نکالنے کی کوشش کروں گا۔ شکر ہے کہ میرے بچوں کو علم نہیں کہ مجھ پر کیا قیامت گزر رہی ہے، میرا تو کلیجہ منہ کو آ رہا ہے اگر ان کو خبر ہوئی تو شائد ان کا کلیجہ پھٹ جائے۔ چار سالہ بچی فاطمہ جس نے ابھی تک اچھی طرح باتیں بھی نہیں سیکھی تھی ایک دن مجھ سے کہا کہ ابا جان تم جا کے اکو مت (حکومت) سے کہہ دو کہ اماری (ہماری) طرف بم نہ پھینکے ام کو (ہم کو) ڈر لگتا ہے، میرے پاس کوئی جواب نہ تھا کہ میں فاطمہ کو مطمئن کر سکوں کیونکہ میں بھی نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ یہ مارٹر گولے کیوں ہمارے گاؤں پر برسائے جاتے ہیں اور

فوج ہم سے کیا چاہتی ہے۔ اگر پاکستان میں حالات خراب ہیں اور فوج و دیگر سرکاری اہل کاروں پر تابڑ توڑ حملے ہو رہے ہیں تو اس میں ہمارا کیا قصور؟ لال مسجد پر فاسفورس بم گرانے کا مشورہ تو ہم نے نہیں دیا تھا۔ افغانستان میں طالبان حکومت گرا کر طالبان قائدین کو امریکہ کے ہاتھوں فروخت کرنے کا معاملہ پاکستان کو بہت مہنگا پڑا تھا۔ پاکستان کے اندرونی اور بیرونی پالیسی وضع کرنے سے ہم بے خبر تھے، غرض یہ کہ ہم تو ہر چیز سے بے خبر تھے حکومت وقت اپنے آپ کو طالبان حملوں سے بچانے کیلئے ہم پر ظلم کر رہا تھا اور باہر دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہا تھا کہ ہم نے تو دہشت گردوں کو زندہ پکڑے ہیں، یہ حکمران ہمارے سروں کی قیمت وصول کر رہا ہے، اچانک ایک بہت بڑے دھماکے نے چونکا دیا اور سب اپنی اپنی سوچوں سے باہر نکل کر ایک دوسرے کے منہ کو تکنے لگے مجھے حد سے زیادہ خوف لاحق ہوا وہ قیدی بھی میرے خوف کو بھانپ گئے، ایک درمیانی عمر کے قیدی نے بتایا کہ فکر نہ کرو اگر یہاں رہنے کی قسمت ہو تو ہر روز سینکڑوں ایسے خوفناک دھماکے سنتے رہو گے میں نے جاننے کی غرض سے آنکھیں چار کیئے تو اسی دوران مزید اور پے در پے دھماکے شروع ہوئے ان دھماکوں کی گونج میں اس نے بتایا کہ یہ بڑا توپ فائر کیا جاتا ہے اور آتشی گولہ توپ کے منہ سے نکل کر اتنی خوف ناک آواز پیدا کرتا ہے، اف خدایا یہ توپ کتنا مہلک ہے کہ اس کا گولہ زمین پر لگتے وقت بھی کانوں کے پردوں کو پھاڑ دیتا ہے اور فائر کرتے وقت بھی اتنا خوفناک دھماکہ کرتا ہے خدا جانے یہ کس جانب فائر کیے جاتے تھے مگر میری آنکھوں میں اپنے گاؤں کی تصویر تھی کہ ان لوگوں نے ایک بار پھر ہمارے گاؤں کے بچے کچے لوگوں پر قیامت برپا کیا ہوگا، اسی اثناء میں اچانک چیخنے چلانے کی آوازیں اٹھنا شروع ہوئیں یوں لگ رہا تھا کہ کوئی کسی پر تشدد کر رہا ہو اور وہ غیر اختیاری طور پر چیخنے میں اپنی طاقت سے زیادہ زور دے کر بلند آوازوں سے چیختا ہو، یہ کون لوگ ہیں؟ کیوں چیخ رہے ہیں؟ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا، قید میں پڑے میرے یہ ساتھی اتنا ہیبت زدہ نہیں تھے کیونکہ یہ لوگ ایسی صورتحال سے آشنا ہو چکے تھے اور ان کے نزدیک یہ معمول کی بات تھی جبکہ میں بہت ہیبت زدہ تھا کہ میں نے کبھی کسی پر تشدد کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا، یہ ماحول کئی گھنٹوں تک جاری رہا، اس دوران ایک معمر قیدی نے مشترکہ طور پر دعا کرنے کا کہا کہ آئے مل کر دعا کریں کہ ان مظلوموں کو اللہ تعالیٰ نجات دے جن پر تشدد کیا جا رہا ہے اس وقت میرا دھیان نماز کی طرف ہوا کیونکہ نماز پڑھ کر ہی دعا قبول ہوتی ہے مگر وضو کیلئے پانی نہ ہونے کی وجہ سے میں نے یہ خیال دل سے نکال دیا اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگا کہ یا اللہ تو ہی چاہ کنعان میں حضرت یوسف علیہ السلام کی مدد و نصرت فرما چکے ہیں اور پھر اسے اٹھا کر مصر کا فرمانروا بنا دیا تیرے دربار میں یہ سوال ہے کہ ان ظالموں سے ہمیں نجات دلا اور مظالم پر صبر کرنے کی توفیق عطاء فرما ہم سب نے رو رو کر اور گڑگڑا کر یہ دعا کی، بالآخر وہ آوازیں دب کر خاموش ہوئیں معلوم نہیں کہ وہ آوازیں کیوں خاموش ہوگئیں؟ کیا اس کو نشہ آور انجکشن لگا کر خاموش کیا گیا یا موت کی مہربان نیند نے ان کو اپنی آغوش میں لے لیا؟

میں اپنے ساتھیوں سے بے خبر تھا اور شاید وہ بھی مجھ سے بے خبر تھے اس میں کئی دن رات گزر گئے اور آئندہ کیلئے مجھے کوئی آندازہ نہیں لگ رہا تھا کہ میرا انجام کیا ہوگا اور اس بلائے بے درماں سے کب چھٹکارا ملے گا، پیارے بچوں کے معصوم چہروں کی تصویریں میری آنکھوں میں تھیں، یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اس جیل کے جھروکوں سے وہ مجھے دیکھ رہے ہیں اور بے بسی و مایوسی کے عالم میں مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ ابا جان ہم بے بس ہیں تجھ کو ان ظالموں سے نہیں چھڑا سکتے، تجھے اس ظلم سے بچانے کیلئے محمد بن قاسمؒ کی ضرورت ہے، بچوں کی یہ خواہش مجھے ستاتی رہی اور ان سے ملنے کیلئے بلبلاتا رہا اس کیفیت پر مجھے خود بھی کبھی کبھی ہنسی آ رہی تھی کہ گویا میں کسی دیوانے کی طرح اپنے آپ سے باتیں کر کے خیالوں کو حقیقت سمجھ رہا ہوں مگر میں اس کو مسترد کر کے اپنے تصور پر یقین کر لیتا کہ یہ حقیقت ہے، کیونکہ میرے بچے مجھ سے اور میں ان سے پیار کرتا تھا اور پیار و محبت کا رشتہ کسی وقت بھی نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی اس کا آپس میں رابطہ منقطع ہو سکتا ہے، انہوں نے کبھی مجھ سے کھلونے خریدنے کی فرمائش نہیں کی تھی بلکہ میں ہی ان کیلئے ایک کھلونا تھا۔ میرے بچوں کے بارے میں معلومات تو در کنار اپنے ان پڑوسیوں کے بارے میں بھی مجھے کوئی علم نہ تھا جو کہ میرے ساتھ گاڑی میں مجرموں کی طرح گرفتار کر کے لائے گئے تھے اور نہ میرے بارے میں کسی کو علم تھا کہ آیا میں زندہ بھی ہوں؟

قید میں سارے ساتھی عبادات پر بہت توجہ دے رہے تھے، بہت سکون ملتا اس عبادت میں، اسی عبادت اور اللہ تعالیٰ پر یقین نے ہمارے اندر خود اعتمادی پیدا کر دی تھی۔ دن پر دن گزرتے چلے گئے کھانے کیلئے کچھ نہ ہونے کے برابر بات تھی بس قوت لایموت کی مقدار میں نیم پختہ اور گلی سڑی روٹی ملتی وہ بھی دن میں صرف ایک بار، ہاتھ منہ دھونے یا وضو کرنے یا نہانے کیلئے قطعاً پانی میسر نہیں تھا اور نہ ہی کپڑے دھونے یا تبدیل کرنے کا کوئی انتظام تھا، البتہ پینے کیلئے صرف ایک گلاس مقدار پانی جو کہ میلے کچیلے برتن میں ملتا تھا، پیشاب یا قضائے حاجت رفع کرنے کیلئے قصداً کوئی جگہ نہیں بنائی گئی تھی اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ ہمیں انسانوں میں شمار نہیں کیا جاتا تھا۔

جیل میں کبھی ہم آپس میں دھیمی انداز سے باتیں کرتے تو چوکیدار ڈانٹ ڈپٹ کرتا کہ تم آپس میں سرگوشیاں مت کرو شائد ان کو یہ شبہ تھا کہ سرگوشی میں ہمارے خلاف کوئی منصوبہ نہ بنائے، بلند آواز سے باتیں کرنے کا حکم دیتا رہتا کہ وہ بآسانی سن سکے۔ (جاری ہے)

فرمان مصطفیٰ ﷺ:

لن یبرح ھذالدین قائما یقاتل علیہ عصابة من المسلمین حتیٰ تقوم الساعة (صحیح مسلم) ترجمہ: ”یہ دین ضرور قائم رہے گا اور اس کی حفاظت کیلئے مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک جہاد کرتی رہے گی۔“

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کا اعزاز

سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میرے چچا انس بن نضرؓ جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے تو انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ سب سے پہلی جنگ جو آپ ﷺ نے مشرکین سے کی میں اس میں شریک نہ تھا خیر اب اگر اللہ نے مجھے مشرکوں سے کسی جنگ میں شریک کیا تو بے شک اللہ دیکھے گا کہ میں کیا کروں گا۔ پھر جب جنگ احد کا دن آیا تو انہوں نے کہا اے اللہ ! مسلمانوں نے اس موقع پر جو کچھ کیا اس سے میں بیزار ہوں ۔ پھر وہ آگے بڑھ گئے تو سیدنا سعد بن معاذؓ سے ملے انہوں نے کہا کہ اے سعد قسم ہے نضر کی رب کی جنت قریب ہے ، میں احد کے دوسری طرف سے جنت کی خوشبوں پا رہا ہوں ، سیدنا سعدؓ کہا کرتے تھے کہ یا رسول اللہ ﷺ جو کچھ انس بن نضرؓ نے کیا میں نہیں کر سکا (باوجود یہ کہ میں شجاعان عرب میں سے ہوں) سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے چچا کو میدان جنگ میں مقتول پایا تو اسی(80) سے زیادہ زخم تلوار ، نیزے اور تیر کے ان کے جسم پر پائے اور مشرکوں نے ان کا مثلہ بھی کیا تھا (ان کے اعضاء ناک ، کان وغیرہ کاٹ دیے تھے) اس سبب سے سوا ، ان کی بہن کے ان کو کسی نے نہیں پہچانا ، انہوں نے ان کی انگلیوں سے ان کو پہچان لیا ، سیدنا انسؓ کہتے تھے کہ ہمیں خیال ہوتا ہے کہ یہ آیت ان کے اور ان جیسے مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے ۔

مسلمانوں میں سے بعض ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے پورا کر دکھایا۔ پھر کہتے ہیں کہ ان کی بہن نے جن کا نام ربیع تھا ایک عورت کے سامنے کے دانت توڑ دیے تو رسول اللہ ﷺ نے قصاص کا حکم دیا ۔ انس بن نضرؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کیساتھ آپ کو بھیجا ہے کہ میری بہن کے دانت نہ توڑے جائیں گے ۔ پھر مدعی لوگ دیت لینے پر راضی ہو گئے اور قصاص معاف کیا ، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندوں میں بعض ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم کھالیں تو ان کو سچا کر دیتا ہے۔

(بخاری شریف ، فضائل جہاد ، حدیث1214)